اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر............ 51

شمارہ نمبر 01

مُحرّم ۱۴۳۷ھ

اکتوبر ۲۰۱۵ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: ماہنامہ الحق: مسلسل اشاعت کے ۵۰ سال............مولانا راشد الحق سمیع ۲
- الحق کے ۴۵ سالہ اشاریہ مرتب ہونے پر فانی صاحبؒ کے تاثرات...... مولانا محمد ابراہیم فانیؒ ۴
- ''خطبات مشاہیر'' پر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کے تاثرات ......مولانا سلیم اللہ خان ۶
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات......مولانا حافظ عرفان الحق ۷
- ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ....شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۳
- قندوز کی جنگ کے مضمرات ....جنرل مرزا اسلم بیگ ۱۹
- علم اُصولِ حدیث کی اقسام وانواع.................. مولانا نور محمد ثاقب ۲۲
- تقریب رونمائی ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' ....مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۲۹
- بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے شرعی احکام..................مفتی فدا محمد ۴۰
- توہین رسالت ﷺ اور ہمارے جج صاحب کے تشویشناک ریمارکس.........جناب حمد اللہ قریشی ۴۴
- علم وعمل کا درخشندہ ستارہ قاضی مولانا عبدالکریم کلاچویؒ............ابو معاویہ حافظ یحییٰ احمد حقانی ۴۶
- جسٹس جاوید اقبال شخصیت وکردار..................مولانا قاضی فضل اللہ حقانی ۵۲
- افکار و تاثرات (مولانا زرولی خان، مولانا عبدالمعبود، قاضی فضل اللہ) ....ادارہ ۵۴
- دار العلوم کے شب و روز ....مولانا حامد الحق حقانی ۵۸
- تعارف و تبصرہ کتب ....ادارہ ۶۰

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع

ماہنامہ الحق: مسلسل اشاعت کے ۵۰ سال

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

الحمدللہ ماہنامہ ''الحق'' نے اپنی زندگی کے پچاس برس کا طویل سفرِ علم و آگہی بڑی کامیابی اور استقامت کے ساتھ طے کرلیا ہے اور آج ۵۱ویں برس اس شمع حق کی ضیاء باریوں سے ایک عالم روشن اور ایک جہاں فیض یاب ہورہا ہے۔ یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء اسی نعمت کبریٰ پر ہم خداوند کے حضور جتنا بھی اظہار امتنان وتشکر کریں تو یہ کم ہوگا۔ اس کی ابتداء کے وقت دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور اس کے بانی حضرت والد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے جن مقاصد اور اہداف کا تعین کیا تھا وہ اہداف واغراض الحمدللہ بہ تائید ایزدی قارئین ''الحق'' اور اس کے لکھنے والوں کے پیہم، تعاون کے نتیجے میں اکثر حاصل کرلئے گئے ہیں۔ ماہنامہ ''الحق'' ابتداء سفر میں صرف ایک نشانِ منزل، ادب ودانش اور فکر وشعور کا فقط ایک استعارہ تھا اب مقام شکر ہے کہ وہ خود ایک منزلِ مراد منزلِ مقصود بلکہ مکمل مکتبِ فکر کا روپ دھار چکا ہے۔ الحمدللہ۔

ادارہ کی نصف صدی کی خدمات آج آسمان علم وصحافت پر شمس تاباں کی صورت میں ضوفشاں ہیں۔ پاکستان و ہندوستان سمیت دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس کے قارئین اور خصوصاً اس کے لکھنے والے حضرات کا تعاون نہ صرف ہمارے لئے زادِ سفر بلکہ مشعلِ راہ بھی ثابت ہوا، آج سے ۵۰ برس قبل بے سروسامانی اور صوبہ سرحد کے دور افتادہ چھوٹے سے پٹھانوں کے گاؤں سے زبان اردو کے مجلّے کا اجراء بظاہر تو جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ لیکن یہ دارالعلوم حقانیہ کی کرامت حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کی شبانہ روز دعائیں واخلاص اور والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا عزم صمیم اور علم وادب اور زبان اردو سے خصوصی ذوق وشوق ہی تھا جو انہوں نے اس وادی پُر خار کو نہ صرف کامیابی کے ساتھ طے کیا بلکہ دنیا بھر میں اس کا لوہا بھی منوایا۔ حالانکہ اُس وقت ہندوستان کی مسندِ علم وعرفان اور شعر وادب کی بزم اپنے وقت کے قدآور ادیبوں، محققوں، صحافیوں اور بڑے بڑے رسائل و جرائد سے جگمگا رہی تھی۔ ایسے حالات میں اکوڑہ خٹک کی یہ ناتواں آواز نہ صرف کامیابی سے ابھری بلکہ اپنے وقت کے تمام اکابرین نے اسے عصر حاضر

کی اذانِ حق قرار دیا۔ ایک ایسی روح پرور بلالی اذاں جس نے ہمیشہ کفر وضلال کے بت کدوں اور ظالم و نااہل حکمرانوں کے ایوانوں میں صدائے حق کو نہ صرف بلند کیا بلکہ انہیں پیہم اپنی لطمہ ہائے حق کی بناء پر لرزائے رکھا، گوکہ اس راہ میں کئی مشکلات اور مصائب کی رکاوٹوں نے قدم بہ قدم پیراہن استقامت کو تارتار کرنے کی کوششیں کیں لیکن خداوند قدوس کی رحمتوں اور نوازشوں کے طفیل ہر رکاوٹ اور ہر مصیبت خود ہی دور ہوکر فناء ہوگئی ۔اور آج بھی یہ مشعل حق اپنا فریضہ کلمہ حق حسب سابق اور حسب روایت نبھا رہی ہے۔

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

اور ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

ماہنامہ ''الحق'' ہمیشہ سے مختلف الجہات ،موضوعات اور مقالات ومضامین کی اشاعت کو ترجیح دیتا رہا۔قرآن، تفاسیر، احادیث اور سنت نبوی ﷺ کی تشریحات ، اسلام کی دعوت وتوحید، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور حضور اقدس ﷺ کی سیرت مقدسہ ،فقہ اسلامی، تصوف وسلوک، معیشت وتجارت ،فلسفہ وتاریخ،ادب وشاعری ،سفرنامے، مکتوب نگاری، مغربی فکر وفلسفہ،استشراق،فتنہ انکارِحدیث ،ردِقادیانیت اور ردِرفض بدعت سمیت اس کے بنیادی ستون رہے۔ اس کے علاوہ خود کو کسی خاص ایک موضوع یا خاص حلقے یا مسلک تک محدود نہ رکھا بلکہ اس کے ہمہ گیر موضوعات، عالمگیر مقالات، سیاسی تجزیے، علمی مضامین اور خصوصاً علم وتحقیق اور عصر حاضر کے جدید مسائل اور سائنسی تحقیقات وایجادات اس کی خصوصی دلچسپی کا باعث رہے۔ اسی خصوصیت کی بناء پر ہر مسلک اور ہر مکتب فکر نے ماہنامہ ''الحق'' کے صفحات کو اپنے رشحات قلم اور اپنے پاکیزہ افکار و خیالات سے ہمیشہ مزین فرمایا اور اپنی نگارشات کی اشاعت کے لئے اسے ایک بہترین پلیٹ فارم سمجھا۔

اس صبر آزما سفر میں ماہنامہ ''الحق'' کی ٹیم میں شامل حضرات جو آج اس دنیا میں موجود نہیں ،شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ،حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ ،جناب شفیق الدین فاروقیؒ ،کاتب عبدالواحدؒ، اصغر حسنؒ وغیرہ کی روح کو تسکین ہوگی، انہوں نے جس محنت ،جذبے اور لگن سے کام شروع کیا تھا آج وہ نصف صدی کی منازل ماہنامہ الحق طے کر گیا جبکہ حیات حضرات میں بانی ومدیر اعلیٰ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مولانا عبدالقیوم حقانی ،کاتب عبداللطیف کیلانی ،مولانا محمد اسرار حقانی وجناب بابر حنیف ،وناظم جناب نثار محمد اور حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ بنوں صاحبان خصوصی قابل صد تحسین وتبریک ہیں جن کی کوششوں سے یہ سب کچھ ممکن ہوا۔ ادارہ کی کوشش ہوگی کہ ''الحق'' کا سفر علم آگہی جو ۵۰ رسال پر محیط ہے۔ اس مناسبت سے مختلف مضامین اور انتخاب کا سلسلہ بھی پیش کیا جائے ۔اس حوالہ سے ادارہ آپ کی تجاویز، آراء اور مضامین کا منتظر رہے گا۔

مولانا محمد ابراہیم فانیؒ
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

مجلّہ الحق کے ۴۵ سالہ اشاریہ (انڈکس)
مرتب ہونے پر مرحوم حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ کے تحسینی تاثرات

مجلّہ الحق کے ۴۵ سالہ اشاریہ (انڈکس) جب مکمل ہوا، جسے شاہد حنیف صاحب نے نہایت محنت اور عرقریزی سے جدید انداز میں ترتیب دیا۔ استاد الحدیث حضرت مولانا ابراہیم فانی صاحبؒ نے اُس موقع پر سرپرست و بانی جامعہ حقانیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ مدیر اولین اور بانی مجلّہ ''الحق'' حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ موجودہ مدیر مولانا حافظ راشد الحق صاحب زیدمجدہ اور جناب شاہد حنیف کو مندرجہ ذیل اشعار کی صورت میں خراج تحسین کا یہ گلدستہ پیش کیا تھا۔ آج پچاس سال مکمل ہونے پر قندِ مکرر کے طور پر حضرت فانیؒ کی نظم نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

ارباب نظر کو الحق کی، تاریخ مکمل آہی گئی — تحقیق کی دنیا میں شہرت، ہرسمت اسی کی چھا ہی گئی
عالم میں اسی کی باتیں ہیں اطراف میں اس کا شہرہ ہے — انگشت بدنداں ہے اس پر، اکناف میں اس کا شہرہ ہے
اک عارف کامل نے رکھی، بنیاد اسی کی محنت پر — اخلاص و تدیّن تقویٰ پر، اک جہدِ مسلسل ہمت پر
اس قارۂ ہندی میں دیکھو، جو شان اسی کو حاصل ہے — یہ رحمت یزداں کے باعث، اے جان اسی کو حاصل ہے
مولانا سمیع الحق اس کے، ہیں مدیر شہیر عالی نسب — ہے خشک بیاباں میں جاری، اک منبع و چشمۂ علم وادب
یہ خونِ جگر بھی شامل ہے، تزئین میں اس کی راشد کا — اک عکس جھلکتا ہے ان کی، تحریر میں اپنے والدکا
یہ عطر ہزاروں صفحوں کا فہرست کے رنگ میں اب ہے عیاں — دیتی ہے شہادت شاہد کی، ہاں ذوق تجسس پر ہرآں

الحق ہے حقیقت میں فانیؔ، بس حق وصداقت کا داعی
ایمان کی قوت کا مظہر، اسلام کی عظمت کا داعی

☆ ☆ ☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان *

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی مرتبہ کتاب ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' پر صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کے فاضلانہ تاثرات اور تحسینی کلمات

گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پہلے آں جناب کا مؤقر مکتوب اور اس کے بعد ''خطبات مشاہیر'' کا ہدیہ سامیہ نظر نواز ہوا گرامی نامے میں آں جناب کے ضعف وعلالت کے متعلق پڑھ کر جو تشویش ہوئی تھی وہ ''خطبات مشاہیر'' کی وصولی کے بعد نہ صرف رفع ہوگئی بلکہ مسرت میں بدل گئی تقریباً پانچ ہزار صفحات پر محیط دس جلدوں کے اس شاہ کار کی جمع وتدوین کا جاں گسل اور محنت طلب کام تو نوجوانوں کی شرمادے جو آں جناب نے ضعف وعلالت کے باوصف سرانجام دیا ہے اس عظیم خدمت کو دیکھ کر نوجوان علماء وفضلاء کو سبق لینا چاہئے کہ اگر جذبہ جوان ہمت توانا عزم پختہ اور حوصلہ کامل ہو تو کوئی شے مقصد کی تکمیل میں خارج نہیں ہوسکتی۔

ان خطبات کی اشاعت پر جو بات احقر کو بہت ہی قابل قدر معلوم ہوئی وہ یہ کہ آج کل ہر وہ شخص جس کا لکھنے پڑھنے سے رسمی تعلق ہے، اسے بھی اپنی تحریر کردہ چند سطور کی اشاعت کی فکر اور اس کی حفاظت کا جذبہ لاحق ہوتا ہے بزرگوں اور اسلاف کے فرمودات کی اشاعت وحفاظت سے اس دور میں بالعموم بے اعتنائی برتی جاتی ہے آں جناب نے تقریبا ربع صدی کے ان شہ پاروں کو ایک طویل مدت تک نہ صرف سنبھال کر رکھا بلکہ اشاعت کی صورت میں ایک سلک میں منسلک کر کے اس کی حفاظت کو ممکن بنایا اور اس سے استفادے کی عملی صورت بھی مہیا فرمادی۔

ان دس جلدوں کی صورت میں اکابر کے ساتھ معاصر علماء کے بیانات وخطبات کا بھی ایک

---

* شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

معتد بہ ذخیرہ فراہم ہوگیا اس سے نہ صرف اکابر واصاغر کے اجتماع کی صورت میسر آئی بلکہ ان کے ذریعے ہم اپنی دینی ومذہبی تاریخ کے ’’ارتقائی سفر‘‘ کا بھی مطالعہ کرسکتے ہیں آنے والا مؤرخ تنہا اس مجموعے کے ذریعے اس بات کا فیصلہ کرلے گا کہ اصاغر اپنے اکابر کی روش اور معیار پر کس حد تک قائم رہے ،ان خطبات کے ذریعے بہت سے ایسے علماء اور بزرگوں کے بیانات سے مستفید ہونے کا موقع میسر آجاتا ہے جنہیں ان صفحات کے علاوہ کہیں اور تلاش کرنا ممکن نہیں ۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ اس مجموعے کا ایک معتد بہ حصہ ہمارے سیاست دانوں کی تقاریر پر مشتمل ہے اس کے مطالعے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہے گا کہ ہمارے سیاست دانوں کے بیانات میں تضاد پایا جاتا ہے یا نہیں ؟ جامعہ حقانیہ میں کی گئی تقاریر میں نفاذ شریعت اور تائید جہاد کانفرنس سے خطاب کرنے والے وطن عزیز پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے معاملے میں عدم سنجیدگی اور تائید جہاد کے ضمن دورنگی کا شکار ہیں یا نہیں ؟

اس عریضے میں ’’خطبات مشاہیر‘‘ پر مبسوط تبصرہ مقصود نہیں اور نہ ہی یہ مکتوب اس کا متحمل ہوسکتا ہے یہ سطور بھی مسرت اور خوشی کی وفور سے ارتجالاً صادر ہوگئیں ورنہ مقصود تو وصولی کی رسید دینا تھا ،اللہ تعالیٰ آں جناب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے اور اس نوعیت کے دیگر کاموں کی بیش از بیش توفیق وہمت مرحمت فرمائے آمین آں جناب کی سلامتی صحت کے لئے دعا گو ہوں اور خود بھی دعاؤں کا محتاج ہوں ۔

والسلام

مولانا سلیم اللہ خان (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

۳ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۵

منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر (دس جلد)

آپ اب گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے

رابطہ نمبر: 0333-9102368 ـ 0345 9414977

قیمت بمع ڈاک خرچ: ۲۵۰۰ سو رپے

بغیر ڈاک خرچ ۲۲۰۰ سو روپے

(قسط۴۲) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۱ء-۱۹۷۲ء/ ۱۳۹۰ھ-۱۳۹۱ھ کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب' اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

مرزائیت کا شجرہ خبیثہ اوراس سلسلہ میں علامہ اقبال کے افادات

مرزائیت و قادیانیت کا دجل وفریب طشت ازبام کرنے کے لئے تقریباً ایک صدی تک علماء وصلحاء امت نے طویل کوششیں کیں، تقسیم برصغیر سے قبل کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے اوراس کے بعد ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں علماء ودیندار عوام کا پابن سلاسل ہوکر سخت سزاؤں کا کاٹنا۔۷۱ء کی اسمبلی تشکیل پائی تو اس میں چند علماء کرام نے منتخب ہوکر اس آواز کو ببانگ دہل لگا کر انگریز کا خود کاشتہ پودا قادیانی غیرمسلم ہیں،اسے پورے دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کی کوششیں کیں،حضرت عم محترم نے اس زمانہ میں ماہنامہ 'الحق' میں اس مسئلہ کو اٹھا کر دنیا کے سامنے پیش کیا، بعد میں اسمبلی میں جو محضر نامہ مولانا مفتی محمود کی طرف سے پیش کیا گیا اس میں قادیانیوں کی سیاسی گرفت کا حصہ ان ہی کے قلم سے لکھا گیا تھا، یہاں صرف دو دارتی شذرات جو الحق میں شائع ہوئے پیش ہیں:

اس وقت مرزائیت کا فتنہ جس انداز میں مسلمانوں اور بقایا پاکستان کے لئے خطرہ کا الارم بنا ہوا

ہے۔اس شجرہ خبیثہ کے ہاتھوں مستقل میں جوخطرات پاکستان کو درپیش آسکتے ہیں ہم اس پر بہت کچھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں بہت سے درون خانہ اسرار و رموز کا علم ہے۔ اگر خدا نے اس بے بس ملک پر خاص نگاہ کرم نہ فرمائی تو سازشوں کے شکار ہونے کا خطرہ یقین سے بدل سکتا ہے۔ دفاعی نقطہ نظر سے ہم دن بدن ان لوگوں کے رہین منت بنتے جا رہے ہیں جو عیقدتاً جہاد کو حرام سمجھتے اور اس ملک کے باشندوں کو قطعی کافر سمجھتے ہیں، اقتصادیات میں ان کے عمل دخل کے نتیجہ میں ملک دو ٹکڑے ہوا۔ ایم ایم احمد ہی کی وجہ سے دونوں صوبوں کے درمیان نفرت کی خلیج بڑھتی رہی۔ معاشی لحاظ سے ملک دیوالیہ ہوا۔ سیاسی عیاریوں کی یہ حالت کہ ایک طرف استعماری اور سامراجی اغراض کی خاطر ہمیں کاسۂ گدائی لیکر یورپ کی دریوزہ گری پر مجبور کر دیا گیا، ملک پر اربوں روپے کا بوجھ لدتا چلا گیا۔ دوسری طرف چینی سفیر بذات خود ربوہ کی یاترا کرنے جا رہا ہے۔

روس کا فرسٹ سیکرٹری خفیہ طور پر ربوہ جا چکا ہے۔ خلیفہ سے خفیہ مذاکرات ہو رہے ہیں۔ مگر پریس میں نہ تو اس بارہ میں کوئی خبر شائع ہوتی ہے، نہ مرزائی اسے مصلحتاً ظاہر کرنے دیتے ہیں، جبکہ چین آزادی اور حریت کا دعویدار ہے اور ربوہ سامراجی اور صہیونی سازشوں کا اڈہ۔ باخبر لوگ اس اجتماع ضدین پر محو حیرت ہیں کیا یہ سب کچھ زیر زمین کسی سازش کی غمازی نہیں کرتا حکومت ان سب باتوں سے باخبر ہوگی مگر نوٹس تو کیا باہمی عہد و پیمان کا سلوک ہے کہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کے ارکان مرزائیت کو کفر سے بچانے کے لئے اسمبلی میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا چاہتے ہیں۔ ادھر مرزائی کن کن طریقوں سے اس احسان کا صلہ چکائیں گے؟ اخبارات میں آچکا ہے کہ لائل پور کے انتخاب میں پیپلز پارٹی کے افضل رندھاوا کے حق میں بوگس ووٹ بھگتانے لے لئے ربوہ سے بھاری تعداد مین عورتیں آئی تھیں۔ (جنگ یکم جنون ۱۹۷۲ء) ان عورتوں کو ایک عورت کے مقابلہ میں پی پی پی کے نمائندہ سے دلچسپی تھی تو کیوں؟ یہ سب باتیں قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہیں اور ملت مسلمہ کے شجرۂ طوبیٰ کیلئے یہ آکاش بیل دن بدن خطرہ ہلاکت بنتا جا رہا ہے ایسے حالات میں اگر اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل کھینچنے کیلئے آئین میں مسلم کی واضح حیثیت ظاہر کرانے پر زور دیا جائے تو آئینی کمیٹی اور پورے ایوان کو بجائے مخالفت کے اس ملک کے مفاد میں اس کا خیر مقدم کرنا چاہیے مرزائیت اور اسلام کے الگ الگ تشخص آج کا مسئلہ نہیں ہمارے نقاد و بصیر مفکر علامہ اقبالؒ نے اس وقت بھی ان خطرات کو محسوس کر کے واضح طور پر مسلمان کی تعریف پر زور دیا تھا جبکہ

اس کی ہلاکت آفرینی اس حد تک نہیں پہنچی تھی۔ علامہ اقبالؒ نے لکھا تھا کہ:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوھیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم کی ختم نبوت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں (حرف اقبال ص ۱۳۶)

اس دجل و تلبیس اور ملت کو اضطرابی کیفیت اور ارتیاب و نفاق کے خطرات سے نکالنے کا علاج بھی علامہ اقبالؒ نے ہی بتلا دیا تھا کہ:

''میرے سامنے قادیانیوں کے لئے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں انکی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں''۔ (حرف اقبال ص ۱۳۷)

یہ مفادات اسی سے وابستہ ہیں کہ مرزائیت اسلام کے لئے دام ہمرنگ زمین بن کر مار آستین بتا رہے۔ پھر کیا وہ اپنے الگ تشخص اور کسی انفرادی امتیاز کو قبول کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب دینے میں علامہ اقبالؒ نے کتنی حقیقت بینی کا ثبوت دیا کہ:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا امام مسلمانوں کے قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں مگر وہ ہندو کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ (ص ۱۳۷)

اس علیحدگی اور مقاطعہ و متارکہ کے باوجود مرزائی ہم سے رواداری اور حسن ظن کی امید رکھتے ہیں۔ وہ تو ہمیں کافر سمجھیں مگر ادھر سے اسلام کی تعریف کا مطالبہ بھی تفرقہ انگیزی اور شر پسندی ہوا ان دو

طرفہ مفادات کی آخر وہ ملت مسلمہ سے کس بنیاد پر توقع رکھتی ہے؟

کیا اس وجہ سے کہ اس نے مسلمانوں کی آبروئے دنیا و دین متاع اولین و آخرین روح کائنات سرور عالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ردائے ختم نبوت اور خلعت ختم المرسلینی پر ڈاکہ ڈالا اور ملت مسلمہ کی غیرت ایمانی کو مجروح کیا۔ کیا کسی ملت کے قلعہ وحدت کو پاش پاش کرنے کی جرأت کا اتنی فراخدلی سے صلہ دیا جا سکتا ہے جسکی مرزائیت ہم سے طلبگار رہے اور کیا حصار اسلام میں پے در پے نقب لگانے کے بعد بھی مرزائیت مسلمانوں کی کسی حکومت کی اتنی کرم فرمائیوں کی مستحق ہوسکتی ہے کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر اپنے بعض کرم فرماؤں کی آزردہ دلی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آج کی یہ تقریب اقبالؒ ہی کے الفاظ پر ختم کر کے دوسری فرصت پر اٹھانا چاہتے ہیں۔

''میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گذرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کا حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبے کا انتظار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کا کیوں انتظار کر رہی ہے۔ص ۱۳۸۔

قادیانی جو کہ اسرائیلی اور یورپی اقوام کے آلہ کار ہیں ان کو اقلیت قرار دیا جائے

قادیانیت کی روز افزوں سرگرمیوں کی وجہ سے پاکستان کو جن خطرات کا سامنا ہے، پچھلے شمارہ میں ہم نے اس پر مختصراً روشنی ڈالی تھی۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں ملت مسلمہ مرزائی سازشوں اور کوششوں کی وجہ سے افتراق و انتشار کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ ایک مستقل تحریک، مستقل مذہب، مستقل تشخص کی بناء پر اور پھر اپنے ماننے والوں کے سوا پورے عالم اسلام کو قطعی کافر، ملحد اور جہنمی سمجھنے کی وجہ سے، وقت کی اولین ضرورت ہے کہ اسے مسلمانوں سے قطعی الگ ایک اقلیتی فرقہ قرار دیدیا جائے اور ہر اسلامی ملک کے آئین میں ایک الگ واضح غیر مبہم تشخص اور تعریف کی جائے یہ مسئلہ پورے پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام، سربراہان اسلام اور دنیا کے تمام دینی اداروں اور افراد کے غور وفکر کا محتاج ہے اور عالمی سطح پر مسلمانوں کو اس شجرۂ خبیثہ کے بارے میں فوری اقدامات کرنے ہیں جسکی وجہ سے افریقہ کے دور دراز کے ریگستانوں، عرب کے صحراؤں اور یورپ کے سبزہ زاروں میں مسلمان گُودگُود کر آگ کی

بھٹی میں جا رہے ہیں۔ یا پھر تبلیغ اور دعوت اسلام کی سنہری اور پر فریب دام زریں میں آ کر اسلام کے متلاشی ایک کفر سے نکل کر دوسرے کفر میں پھنس جاتے ہیں۔اس میں ہماری کوتاہ دستیوں اور بے ہمتیوں کا جتنا حصہ ہے وہ بھی ڈھکی چھپی بات نہیں۔لیکن بہرحال وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ وہ صرف پاکستان کی سطح پر بلکہ پورا عالم اسلام اپنے اپنے دائرہ میں اور اپنے دائرہ سے باہر یورپ اور غیر مسلم ممالک افریقہ وغیرہ میں قادیانیت کے تعاقب اور لوگوں کو اس کی حقیقت سے باخبر کرنے کی ذمہ داری سنبھالے۔ پھر پاکستان، جو ایک عظیم اسلامی ریاست ہونے کی وجہ سے غیر مسلم اقوام بشمول اسرائیل و یورپ کے عزائم خبیثہ کا خاص مرکز بنا ہوا ہے اور قادیانیت ہی ان اقوام کی آلہ کار بن رہی ہے۔

اس لئے لازمی ہے کہ اس کے خلاف نہایت موثر اقدام کرتے ہوئے قادیانیوں کو قطعی کافر قرار دیکر اسے اقلیت قرار دے دیا جائے۔اس کی دعوتی اور تبلیغی اور درپردہ نیم فوجی قسم کی تنظیموں اور سیاسی قسم کے مشاغل پر پابندی لگا دی جائے۔ مرزائیوں کو تمام اہم مناصب بالخصوص فوج کی کلیدی آسامیوں سے الگ کر دیا جائے کہ نہ تو وہ جہاد کے اہل ہیں نہ اسے جائز سمجھتے ہیں نہ مسلمانوں کو مسلمان، اور نہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست۔ اس طرح بحیثیت ایک مسلمان مملکت کے ضروری ہے کہ عالم اسلام کے تمام ذمہ داروں اور سربراہوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے اور جہاں جہاں اس کے مشن کام کر رہے ہیں، اسکی تحقیق کی جائے۔ اسلامی ممالک کے سفراء کا بھی بحیثیت مسلمان فرض ہے کہ قادیانیت کے بارہ میں پوری معلومات سے اپنے اپنے ممالک کو آگاہ کر دیں۔

اس ضمن میں یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پاکستان سے اسلامی ممالک لیبیاء، قطر وغیرہ کے لئے جن پاکستانیوں کی بھرتی کی جاتی ہے۔ان کے بارہ میں پوری تحقیق اور تسلی کرائی جائے کہ کیا مسلمان کے روپ میں کوئی غیر مسلم قادیانی تو ملازت کے سہارے جا کر ان ممالک کو قادیانی ریشہ دوانیوں کا مرکز نہیں بنائے گا۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی اہم اور اولین ڈیوٹی یہی ہوتی ہے۔

پاکستان میں جو اسلامی ادارے ، انجمنیں اور ختم نبوت سے دلچسپی رکھنے والے ذمہ دار علماء حضرات ہیں، انہیں اس سلسلہ میں ان سفارتخانوں کو ضروری معلومات سے آگاہ کرنا چاہئے۔اسی طرح ان ممالک میں جانے والے جن حضرات کے مرزائی ہونے کا علم ہو جائے اس سے بھی اپنا فرض دنی ادا کرتے ہوئے حکومت پاکستان اور متعلقہ سفارتخانوں کو بروقت آگاہ کرنا چاہیے۔ الغرض ملک کی سلمیت کا نہایت اہم تقاضا ہے کہ مرزائیت کو اپنے غور وفکر اور جدوجہد کا نشانہ بنا دیا جائے اسی میں ملک وملت کی فلاح ہے،

اسی میں آقائے ختم المرسلین ؐ کی خوشنودگی ہے اور یہی خداوند کریم کی رحمتوں کا ذریعہ ہے۔

اس ضمن میں حکومت صوبہ سرحد پر ایک خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو وزارت علیا کے منصب پر فائز کر کے ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور وہ نہایت تدبر وتحمل، احساس ذمہ داری اور دیانتداری سے اس فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ اخلاقی اور سماجی اصلاحات ہورہی ہیں بتدریج وتیسیر حکمت اسلامی کے ساتھ معاشرہ کو اسلامی خطوط پر ڈالا جارہا ہے۔تو قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں بھی جمعیۃ اور نیپ کی حکومت پورے پاکستان اور عالم اسلام کیلئے نمونہ ثابت ہوسکتی ہے۔شراب ام الخبائث ہے مگر قادیانیت پوری ملت مسلمہ کیلئے اس سے ہزار درجہ اخبث الخبائث، وہ اعمال کی دشمن یہ عقائد کی موت، وہ جان لیوا تو یہ ایمان سوز، اس لئے شراب کی طرح اولین فرصت میں صوبہ سرحد کی حدود میں مرزائیوں کی سرگرمیوں پر قطعی پابندی لگا دینی چاہئے۔اسے ایک علیحدہ اقلیت قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہماری صوبائی اسمبلیاں مرکز سے بھی اس سلسلہ میں قراردادوں کے ذریعہ مطالبہ کرسکتی ہیں۔ یہاں مرزائی لٹریچر کو ضبط کیا جاسکتا ہے۔

الغرض ہر لحاظ سے ان کے ساتھ کافر، مرتد یا کم از کم اہل ذمہ جیسا سلوک کیا جانا چاہئے یہاں یہ اقدامات ہوں تو انشاء اللہ پورے پاکستان سے اسکی تائید میں آوازیں اٹھیں گی اور اردو کی حمایت اور شراب پر پابندی کی طرح اس کی پیروی سارے صوبوں میں کی جائے گی۔خداوند کریم نے ایک موقعہ جمعیۃ العلماء اسلام کو عطا فرمایا ہے۔تو ایک جرأت مومنانہ کیساتھ آقائے دو جہان سرور کائنات ﷺ کی ناموس کے تحفظ کیلئے میدان میں اتر کر ہر ممکن اور حتی المقدور قدم اٹھانا چاہیئے اس طرح حضور ﷺ کی خوشنودگی شامل حال ہوگی اور خدا کی رحمتیں بھی۔

نیپ کے اولوالعزم قائد خان عبدالولی خان اس سلسلہ میں نہایت اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگرانہوں نے ناموس ختم نبوت کا علم اٹھایا اور پاکستان کے وجود کو اس شجرۂ خبیثہ سے نجات دلانے کیلئے یہاں جمعیۃ العلماء اسلام کا ساتھ دیا تو پورا پاکستان انہیں سرآنکھوں پر بٹھائے گا اور انکی قیادت کو چار چاند لگ سکیں گے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے قابل فخر رہنما حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اپنے دائرہ اختیار میں ان معروضات پر فوری غور فرمادیں گے۔ واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

نحمده ونصلى على رسوله الكريم اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم اللهالرحمن الرحيم: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (ال عمران: ۱۸۵)

''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹا لیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہ صحیح معنی میں کامیاب ہوگیا اور یہ دنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں''

عن عمرو بن ميمون الأودیؓ قال قال رسول الله ﷺ لرجل وهو يعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحيٰوتك قبل موتك (رواہ الترمذی)

''حضرت عمرو بن میمون الاودیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، غربت سے پہلے غنا (مالداری) کو، مشاغل سے پہلے فراغت کو، اور موت سے پہلے زندگی کو۔''

اسلامی سن ہجری سے بے خبری

محترم سامعین! محرم الحرام کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور اسلامی سن ہجری کا ۱۴۳۷واں سال بھی اپنی ابتداء کر چکا ہے انگریز اور انگریزی کے صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے ہم اسلامی سال وماہ سے اکثر بے خبر اور ناآشنا ہی رہتے ہیں اور صرف رمضان کی تاریخ ہمیں یاد رہتی ہے کہ آج ۱۰ رمضان ہے اور آج ۲۰ رمضان ہے، اس کے علاوہ ہمیں اسلامی تاریخ تو دور کی بات ہے مہینے کے نام تک یاد نہیں آتے اور اس کے برعکس عیسوی تاریخ مہینے اور سال ہم نہیں بھولتے۔

نئے سال کے آغاز پر خوشی یا ماتم

خصوصاً نیا سال شروع ہونے پر تو ہم آپے سے بھی باہر آکر خوشیاں مناتے ہیں، کیک کاٹتے ہیں

اور تمام دنیا (Happy new year) کے نعروں سے گونجتی ہے ،آخری رات تو پھر تمام حدود پار کرکے رات 12:00 تک عجیب وغریب تماشے اور خوشیاں ہوتی ہیں ،لیکن یہ تمام کام جو ہم کرتے ہیں عقل کے بالکل خلاف ہیں اگر ہم ذرا سوچیں کہ ہم نیا سال شروع ہونے پر کس چیز کی خوشی مناتے ہیں؟ یہ دن تو ہمارے ماتم کرنے کا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا ایک سال مزید کم ہوگیا اگر ہماری زندگی ۶۰ سال تھی تو اب ۵۹ ہوگئی تو زندگی کا کم ہونا خوشی کا موقع ہے یا ماتم کرنے کا۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے

کیونکہ موت کو مقررہ وقت پر آنا ضرور ہے، جو ہر ذی روح کو لاحق ہوگی اسی طرح یہ موت ایسی چیز ہے جس کا انکار کرنے والا آپ کو کائنات میں نہیں ملے گا، کیونکہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے اگر ہم تحقیق کریں تو اس دنیا میں قرآن کے منکر موجود ہیں ،حدیث کے منکرین موجود ہیں رسول اللہ ﷺ کے انکار کرنے والے موجود ہیں حتیٰ کہ بعض دہریئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بھی منکر ہیں لیکن موت واحد بدیہی حقیقت ہے جس کا انکار کرنے والا کہیں بھی نہیں ملے گا ،آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور ہر مرض کیلئے نت نئ تحقیق کے بعد علاج دریافت کیا جارہا ہے لیکن ان تمام جدید وسائل اور ٹیکنالوجی کے باوجود آج تک کوئی ڈاکٹر یا سائنسدان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں نے موت کا بھی علاج دریافت کرلیا ہے بلکہ اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو ڈاکٹر جس مرض کا ماہر سپیشلسٹ ہوگا وہ اسی مرض کی وجہ سے موت کے منہ میں چلا جائے گا یعنی دل کے ماہر ڈاکٹر کی موت ہارٹ اٹیک سے واقع ہوگی جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتے ہیں:

بسل مات ارسطاليس و افلاطون بافليج
ولقمان بسر سام وجالينوس مبطونا

مرض سل سے ارسطاطالیس مرا اور فالج سے افلاطون نے وفات پائی اسی طرح لقمان سرسام سے اور جالینوس نے دست کی بیماری کی وجہ سے وفات پائی حالانکہ مذکورہ چاروں اپنے زمانے کے مشہور حکیم اور ان مذکورہ تمام امراض میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

یہ جہاں فانی ہے

معززسامعین! جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اس کے لئے فنا ہونا ضروری ہے رب کائنات نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن: ۲۶-۲۷)

''اس زمین میں جو کوئی ہے فنا ہونے والا ہے اور صرف تمہارے پروردگار کی جلال والی فضل وکرم والی ذات باقی رہے گی''

سلطنت بمقابلہ موت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ جس کا شمار چوٹی کے اولیاء میں ہوتا ہے وہ جواہرات کی تجارت کرتے تھے اور یہی ان کا پیشہ تھا ایک مرتبہ تجارت کے سلسلے میں روم جانا ہوا وہاں وزیر کے ساتھ ملاقات ہوئی وزیر نے کہا کہ آج ہم ایک جگہ جارہے ہیں اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو بہتر ہوگا آپ بھی راضی ہوگئے اور ان کے ساتھ ایک جنگل تشریف لے گئے جنگل میں دیکھا کہ ایک بہترین قیمتی خیمہ لگا ہوا ہے، سب سے پہلے ایک بڑے جرار لشکر نے اس خیمے کا طواف کیا پھر حکیموں اور فلاسفروں نے اس خیمے کا طواف کیا اس کے بعد بے شمار عورتیں بہترین لباس سے مزین اور ہاتھوں میں ہیرے جواہرات کے بھرے تھال لئے طواف کیا آخر میں بادشاہ اور وزیر خیمے کے اندر چلے گئے اور کچھ دیر بعد باہر آگئے۔

یہ نظارہ دیکھ کر وزیر سے اس عجیب وغریب کھیل کے بارے میں پوچھا تو وزیر نے کہا کہ قیصر روم کا ایک بڑا حسین وجمیل اکلوتا بیٹا تھا وہ اچانک فوت ہوگیا اور اس خیمے کے اندر اسکی قبر ہے ہم سال میں ایک بار اس خیمے کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور اس قسم کا مظاہرہ کرکے صاحب قبر کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ اگر تجھ کو زندہ کرنے میں ہمارا ذرہ بھر بھی امکان ہوتا تو ہم تمام فوج ،حکماء،فلاسفر، بزرگ،عورتیں اور مال ودولت سب کچھ تجھ پر نثار کردیتے مگر تیرا معاملہ تو اس عظیم وبرتر ذات کے ساتھ ہے جس کا مقابلہ تیرا باپ اور سلطنت تو کیا ساری کائنات نہیں کرسکتی۔

یہ بات سن کر حسن بصریؒ پر اس قدر اثر ہوا کہ اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر بصرہ واپس ہوئے اور اپنا تمام مال اور ہیرے جواہرات غرباء میں تقسیم کردیئے اور گوشہ نشین ہوگئے ستر سال تک ایسی عبادت کی کہ اپنے زمانہ کے تمام بزرگوں اور اولیاء پر سبقت لے گئے۔

موت کے بعد زندگی

بہر حال موت ایک اٹل حقیقت ہے نہ تو اس سے انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے فرار اختیار کی جاسکتی ہے لیکن اس موت کے بعد جو زندگی پیش آرہی ہے اس میں پھر موت نہیں۔

محترم حضرات ! مرنے کے بعد ہماری منزل قبر ہے جو پہلی منزل ہے ہماری کامیابی وناکامی کی جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی روایت ہے: عن عثمانؓ انه كان اذا وقف علىٰ قبر بكىٰ حتى يبل لحيته فقيل له تذكر الجنة والنار فلا تبكى وتبكى من هذا فقال ان رسول الله ﷺقال ان القبر اول منزل من منازل الاخرة فان نجا منه فما بعده ايسر منه وان لم ينج منه فما بعده اشد منه قال وقال رسول الله ﷺ مارأيت قط الا القبر افظع منه (رواہ الترمذی)

''حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ ان کا حال یہ تھا کہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو بہت

ہی زیادہ روتے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہوجاتی ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ آپ جنت اور جہنم کو یاد کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کی وجہ سے اس قدر روتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے پس اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے منزلیں اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پاسکا تو اسکے بعد کی منزلیں اس سے بھی زیادہ سخت اور دشوار ہیں نیز رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قبر سے زیادہ خوفناک اور شدید منظر میں نے نہیں دیکھا''

قیام قیامت کی پہلی منزل

بہر حال قبر قیامت کی منازل میں پہلی منزل اور سب سے خطرناک منزل ہے اور قبر سے ہی ہر انسان کا حساب وکتاب شروع ہوجاتا ہے اور اسکو اپنا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے مؤمن کو جنت کی صورت میں اور کافر کو جہنم کی صورت میں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده بالغداة والعشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان من اهل النار فیقال هذا مقعدك حتیٰ یبعثك الله الیه یوم القیمة (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب مرجاتا ہے تو ہر صبح وشام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتیوں میں سے ہے تو جنتیوں کے مقام میں سے اور اگر وہ مرنے والا دوزخیوں میں سے ہوتا ہے تو صبح وشام دوزخ کے مقام میں سے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ہونے والا مستقل ٹھکانا ہے، اور یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ تجھے اپنی طرف اٹھالےگا قیامت کے دن۔''

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں روزانہ جنتی کو اپنا ٹھکانا جنت اور اس کی نعمتیں دیکھ دیکھ غیر معمولی خوشی ہوگی اور وہ قبر کی وحشت وگھبراہٹ اور سختی سے بے خبر ہوگا، اسی خوشی میں منہمک ہوگا کہ قیامت کا دن قائم ہوجائے گا اور جو شخص جہنمی ہوگا تو اس کو بھی اپنا ٹھکانا دکھا دیا جائے گا جب وہ جہنم کی سختی اور عذاب دیکھے گا تو اس کو اور بھی زیادہ تکلیف ہوگی اور قبر کا ایک ایک لمحہ بڑی مشکل اور تکلیف سے گذرے گا جس کا اندازہ اس دنیا میں کوئی نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

خاتمہ بالخیر کی دعا

معزز سامعین! موت ہم سب پر قائم ہوگی اور پھر اس کے بعد قبر کی زندگی ہم کو پیش ہونے والی

ہے جہاں پر ہم سے اس دنیا کی ترقی مادی حرص اور جاہ وجلال کے بارے میں سوال نہیں ہوگا بلکہ ہمارے اعمال وعبادات کے بارہ میں پوچھاجائے گا،قبر صرف اعمال کا ٹھکانا ہے وہاں حسب ونسب بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر اعمال نیک نہ ہوں تو زندگی بھی تباہ ہوجائے گی ،اس فانی دنیا سے جوبھی رخصت ہوجاتا ہے ہمیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ وہ اپنے اعمال لیکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کیلئے جارہا ہے اسی طرح ہم بھی ایک دن اسی طرح حاضر ہونگے اور تنہا ہی حاضر ہونگے جہاں پھر نہ مال کام آئے گا اور نہ ہی فیکٹریاں وکارخانے نہ دوست کام آئیں گے ،اور نہ ہی اولاد رشتہ داریاں وہاں نہ رشوت کام دے گی اور نہ ہی سفارش وہاں صرف عمل ہی کام دے گا۔

قبر کا خطاب

روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء کا انتقال ہوا تو حضرت ابوذر غفاریؓ نے ان کی قبر کومخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

يا قبر اتدرى من التى جئنا بها اليك هذه فاطمة بنت محمد ﷺوهذه زوجة على المرتضىؓ هذه ام الحسن والحسينؓ

''اے قبر جانتی ہو کہ ہم کس ہستی کو تیرے پاس لے کر آئے ہیں یہ فاطمہؓ ہے جو محمد ﷺ کی بیٹی ہے حضرت علی مرتضیٰؓ کی زوجہ ہے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی والدہ محترمہ ہے''

تو قبر نے زبان حال سے جواب دیا: ما انا موضع حسب ولا نسب بل موضع عمل صالح میں حسب ونسب بیان کرنے کی جگہ نہیں ہوں میں تو عمل صالح کے بارے میں پوچھے جانے کی جگہ ہوں

موت کے لئے تیاری

بہر حال ہمیں ہر وقت موت اور قبر کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے کیونکہ حدیث مبارک میں عقلمند اس شخص کو کہا گیا ہے جو موت کے بعد زندگی کے بارے میں فکرمند رہتا ہے ،لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ جوانی تو بعض حضرات کے نزدیک دیوانی ہی ہوتی ہے مگر جب بڑھاپا آجاتا ہے تو اس وقت بھی ان کو موت کا احساس نہیں ہوتا سر اور داڑھی کے سیاہ بال سفید ہوجاتے ہیں مگر انکے سیاہ دل سفید نہیں ہوتے ایسے ہی بوڑھوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان بوڑھا ہوجاتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوجاتی ہیں مال اور عمر کی زیادتی کی حرص حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اب سوائے عبادت اور فکر آخرت کے کوئی دوسرا کام نہیں ہوتا۔

خدا ترس بادشاہ کا واقعہ

ایک نیک دل بادشاہ نے ایک ملازم کو مقرر کیا ہوا تھا کہ مجھے روزانہ موت یاد کرانا ایک دن بادشاہ آئینہ دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنی داڑھی میں سفید بال نظر آ گیا اس نے اسی دن ہی سے ملازم کو منع کرا دیا کہ اب مجھے موت یاد کرانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی واعظ کی حاجت ہے اسلئے کہ اب میرے چہرے پر واعظ موجود ہے جو ہر آن مجھے یاد دلا رہا ہے کہ ایک لمبا سفر سامنے ہے اسکی تیاری کرنی ہے اور وقت بہت مختصر رہ گیا ہے۔

یہ تو خدا ترس بادشاہ کی بات ہے ورنہ ہمارا حال تو یہ ہوجاتا ہے کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوتے ہیں بال سفید ہوجاتے ہیں کمر جھک جاتی ہے بینائی اور شنوائی میں فرق آجاتا ہے حواس تعطل کا شکار ہوجاتے ہیں مگر بڑے میاں پھر بھی یوں کہتے پھرتے ہیں کہ ابھی میں نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے ابھی تو دو چار فیکٹریاں اور لگانی ہیں۔

آتے ہوئے اذان اور جاتے ہوئے نماز

محترم سامعین! اس فانی دنیا میں انسان کی زندگی بڑی ہی مختصر ہے اور اس اختصار کی دلیل ہمیں پیدا ہوتے ہی یاد دلائی جاتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی جاتی ہے چونکہ اذان اور تکبیر جماعت سے پہلے ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد جلد ہی جماعت کھڑی ہوجاتی ہے وقفہ بڑا مختصر ہوتا ہے اس لئے بچہ کے کان میں اذان اور تکبیر کہہ کر یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ تیرا دنیا میں قیام بڑا ہی مختصر ہے، تیری اذان ہوچکی ہے تکبیر پڑھی جاچکی ہے اب جماعت ہونے والی ہے اس کی تیاری کرے یہی وجہ ہے کہ جب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اذان اور اقامت نہیں ہوتی صرف نماز پڑھی جاتی ہے۔

بہر حال معزز سامعین! ہمیں ہر آن موت کی فکر اور یاد کرنی چاہئے حضرت لفافؒ ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں ان کا قول ہے کہ جو شخص موت کو بہت زیادہ رکھے گا، وہ تین چیزوں سے معزز کیا جائے گا، ایک یہ کہ اس کو جلدی توبہ کرنے کی توفیق نصیب ہوگی، دوسرے یہ کہ اس کے دل میں قناعت پیدا کردی جائے گی، تیسرے یہ کہ اسے عبادت میں مزا آئے گا، اور جو شخص موت کو بھلا دے گا، تو اس کو تین طریقوں سے سزا دی جائے گی، اول توبہ کرنے کی توفیق کم ملے گی دوسرا یہ کہ دنیا کی لالچ اس کے دل میں زیادہ ہوجائے گی اور تیسرا یہ کہ عبادت میں سستی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے موت کے عظیم سفر کی تیاری کرنے کی توفیق عطاء فرما کر آخری خاتمہ بالایمان فرمائے۔ آمین۔

جنرل مرزا اسلم بیگ*

قندوز کی جنگ کے مضمرات

طلسماتی کمانڈر مولانا جلال الدین حقانی کی
کامیاب جنگی حکمت عملی کی کہانی جنرل اسلم بیگ کی زبانی

دو متحارب قوتوں یعنی امریکہ اور طالبان کے درمیان قندوز کی لڑائی فیصلہ کن مقام پر آ چکی ہے۔افغانستان میں اپنے اہداف کے حصول میں ناکام ہوکر امریکہ پسپا ہو چکا ہے اور اپنے پیچھے 12000 فوجی چھوڑ گیا ہے جو پانچ فضائی اڈوں سے کاروائیاں کر کے کابل کے حکمرانوں کی مدد کر رہے ہیں جن کی حکومت افغانستان کے شہری علاقوں تک محدود ہو چکی ہے جبکہ طالبان کو ملک کے اسی فیصد(80%) دیہی علاقوں کا کنٹرول حاصل ہے جہاں پر شرعی قوانین نافذ ہیں۔اس طرح قندوز کی جنگ متحارب قوتوں کی جنگی حکمت عملی کی کامیابی و ناکامی کا اصل امتحان ہے۔

امریکی حکمت عملی تو اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکی ہے کیونکہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں صدر اوبامہ نے یہ کہہ کر واضح اعتراف شکست بھی کر لیا ہے کہ: ''صرف عسکری طاقت اور سرمایہ جنگوں میں کامیابی کی ضمانت نہیں ہوا کرتے۔،، افغان حکومت کو اندرونی خلفشار اور کمزور نیشنل آرمی جیسے مسائل درپیش ہیں جو طالبان کے مقابلے میں ''خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جھڑ رہی ہے۔'' دوسری جانب طالبان کی جنگی حکمت عملی ملا عمر کی وضع کردہ حکمت عملی ہے جس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ مارچ 2003 کے اوائل میں کرشماتی شخصیت کے حامل طالبان رہنما جلال الدین حقانی پاکستان آئے اور ایک ملاقات میں راقم کو طالبان کی جنگی حکمت عملی سے متعارف کرایا:

☆ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ متحد ہو کے مکمل آزادی تک جنگ جاری رکھیں گے اور انشا اللہ فتح یاب ہوں گے۔جب ہم بیرونی تسلط سے آزادی حاصل کر لیں گے تو اپنے ملک کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان۔

جو تمام افغانوں کیلئے قابل قبول ہوگا۔ ماضی کی غلطیاں ہم نہیں دہرائیں گے۔

☆ اب ہم سوویٹ یونین کی پسپائی کے بعد 1989-90 کی طرح امریکہ اور پاکستان کے دھوکے میں نہیں آئیں گے بلکہ اپنے ہمسایہ ممالک کے تعاون اور شمالی اتحاد کے اشتراک سے افغانستان میں قیام امن یقینی بنائیں گے۔

☆ پاکستان اس جنگ میں ہمارے دشمنوں کا اتحادی اور شراکت دار ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے لئے پاکستان بہت اہم ہے کیونکہ ہماری قومی سلامتی کے مفادات ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ہماری منزل ایک ہے۔

☆ ہمیں عنقریب ایک سخت جدوجہد کا سامنا ہوگا لیکن ہم اس سے عہدہ برآ ہونے کیلئے پرعزم ہیں کیونکہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ: اگر وہ تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

گذشتہ پندرہ سالوں کے عرصے میں طالبان نے دنیا کی عظیم طاقتوں کے خلاف انتہائی سخت جنگ کا سامنا کیا ہے جس میں امریکہ یورپی یونین اور دیگر طاقتیں شامل ہیں۔اس دوران انہوں نے علاقائی کمانڈروں کے ماتحت غیر منظم گوریلا جنگ لڑی ہے جبکہ ان کی اعلی قیادت مستحکم رہی ہے پہلے ملا عمر تھے اور اب ملا منصوران کے قائد ہیں۔ ان کی حکمت عملی کامیاب رہی ہے اس لئے کہ انہیں صرف اندرون ملک سے مدد حاصل تھی اور وہ بھی مفلوک الحال اور جنگ سے تباہ حال افغانی عوام کی حمایت جوان کی اصل قوت ہیں۔

طالبان نے اپنے جنگی ٹھکانے (Support bases and sanctuaries) تبدیل کرنے میں دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی مزاحمتی قوت کا مرکز شمال کی جانب منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ فاٹا کے علاقوں میں ان کے جنگی ٹھکانے اور امدادی کیمپ پاکستانی فوج نے تباہ کر دیے تھے۔اب بدخشاں، تخار، فریاب، زابل، بغلان، جوزجاں، بادغیس اور قندوز کے صوبوں میں ان کا نیا امدادی کیمپ قائم ہو چکا ہے اور ہر گذرتے دن کے ساتھ ان کی جنگی طاقت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کیونکہ ازبکستان کی تحریک آزادی (Movement for Independence of Uzbekistan) (MIU) تاجکستان ترکمانستان اور سنکیانگ کے مجاہدین کے علاوہ اندرون ملک سے ازبک تاجک اور ہزارہ کے مجاہدین مسلسل ان میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھکانے طالبان کے لئے بیرونی زمینی خطرات سے بھی محفوظ ہیں کیونکہ کسی بھی فوج میں اتنی ہمت نہیں کہ ان علاقوں تک رسائی حاصل کر سکے۔

اب یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ طالبان مستقبل قریب میں کس طرح کی حکمت عملی اختیار کریں گے۔طالبان اب آہستہ آہستہ اندرونی علاقوں پر اپنا کنٹرول وسیع کرتے جائیں گے تاکہ دفاعی افواج کیلئے نقل وحرکت کی جگہ محدود ہوتی جائے وہ قلعہ بند لڑائی سے بچنے کیلئے شہروں اورقصبوں پر قبضہ کرنے سے اجتناب برتیں گے۔قندوز پر قبضہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ دفاعی فوجوں نے اپنی دفاعی چوکیوں کو خالی کر دیا تھا جبکہ طالبان کا مقصد اپنے پانچ سو قیدیوں کو رہا کرانا تھا جیسا کہ انہوں نے چند ماہ قبل کابل میں کیا اور تین سو قیدی رہا کرائے تھے۔اب انہوں نے بڑے شہروں اورقصبوں کو جانے والے اہم سپلائی راستوں کو ہدف بنانا شروع کیا ہے اور تاجکستان کی سرحد پر واقع شیر خان کی خشک بندرگاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ افغانستان کیلئے سول اور فوجی امداد کی سپلائی روکی جا سکے۔اسی طرح سالانگ ٹنل اور کابل کو جانے والی شاہراہ بھی ان کی زد میں ہے۔یہ دفاعی فوج کومحصور کرنے اورمحدود کرنے کی حکمت عملی ہے جس کے بعدشہروں اورقصبوں کا محاصرہ ممکن ہوگا تاکہ دفاعی فوجوں کوامن کی راہ پر لانے پرمجبور کیا جا سکے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔امکان ہے کہ سردیوں کے موسم تک یہ صورت حال جاری رہے گی اوراس کے بعد تذویراتی اہمیت کے حامل شہروں اورفضائی اڈوں پر قبضہ کرنے کی جنگ ہوگی جہاں امریکی فوجی ٹھہرے ہوئے ہیں۔

قندوز میں داخل ہونے کے بعد طالبان نے اعلان کیا کہ وہ داعش جیسا طرزعمل اختیارنہیں کریں گے۔انہوں نے لوگوں کیلئے بھی عام معافی کا اعلان کیا ہے جن کے ہاتھوں انہوں نے 2001 کے امریکی حملے کے دوران اذیتیں اٹھائی تھیں۔وہ انتقام پر یقین نہیں رکھتے بلکہ نسلی اقلیتوں کے ساتھ خصوصی امن و باہمی تعاون کے خواہاں ہیں۔ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ تاجک،ازبک،ترکمان،ہزارہ اوروہ پختون قبائل جنہوں نے ماضی میں افغان حکومت کا حصہ بننے کا فیصلہ کیا تھا اب طالبان میں شمولیت اختیار کرتے جارہے ہیں جس سے عوام میں ایک نئی سوچ پیدا ہورہی ہے اور یہ سوچ افغانستان میں قیام امن کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ثابت ہوگی۔

طالبان نے قندوز میں اسلحہ و گولہ بارود اورفوجی سازوسامان کے بڑے ذخیرے پر قبضہ کرلیا ہے اور شیرخان کی خشک بندرگاہ سے حاصل ہونے والے پانچ سوٹرکوں سے انہیں مزید عسکری سازوسامان حاصل ہوگا جس سے وہ طالبان کی ایک اچھی خاصی تعداد کومسلح کرسکیں گے جو آئندہ سال کی لڑائی میں بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔اس طرح جوصورت حال افغانستان میں ابھر رہی ہے وہ کافی حد تک عراق کی صورت حال سے مشابہ نظرآتی ہے جوداعش کے ابھرنے کا سبب بنی (بقیہ۴۵صفحہ پر)

قسط اوّل

مولانا نور محمد ثاقب *

اُصولِ حدیث

علم اُصولِ حدیث کی اقسام وانواع

اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں ''علم اُصول الحدیث'' میں ہمارے علماء احناف کی چھ سو (٦٠٠) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا، جس کی بارہویں قسط اِسی موقر ماہنامہ کی جلد نمبر ۵۰، شمارہ نمبر ۲ میں شائع ہوئی۔

علوم الحدیث کی انواع واقسام کو ترتیب وتہذیب (اور اسی طرح اِن کی وجۂ حصر) کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں: یہ انواع واقسام اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ قارئین کرام کو اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ مذکورہ بارہ (۱۲) قسطوں پر مشتمل علماء احناف کا سلسلۂ کتب یا بعد میں ذکر کی جانے والی کتابیں، سب اِسی علم میں تحریر کی گئی ہیں، کیونکہ اِن کا ضرور بالضرور اِس علم کے کسی نہ کسی نوع یا کئی انواع سے تعلق ہے۔

یاد رہے کہ اِس علم کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت ہمارے اِس سلسلۂ مضامین کی قسط اول میں بیان کئے گئے ہیں۔

اَب سب سے پہلے ہم اِس علم کے اسمائے متعددہ اوران کی وجۂ تسمیہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ علم ''علم اصول الحدیث''، ''علم مصطلح الحدیث''،
''علم درایۃ الحدیث'' اور ''علوم الحدیث'' کے نام سے موسوم ہے۔

اِن اسماء کی وجۂ تسمیہ حسب ذیل ہے:

أمّا تسميتُهٗ بِعلم أصول الحديث لأنّهٗ علمٌ جامعٌ لِقواعد الحديث و أصولِهٖ۔

و تسميتُهٗ بِعلم مصطلح الحديث لكون أصولِهٖ و قواعدِهٖ تغلب عليها الاصطلاحات الفنّية۔

و تسميتُهٗ بِعلم دراية الحديث لِيكون مقابلًا لِعلم رواية الحديث۔

و تسميتُهٗ بِعلوم الحديث لكون هذا العلم خلاصةَ علومٍ متعدّدةٍ و معارفَ متنوّعةٍ مستقلّةٍ فی

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

موضوعها ، و غايتها ، و منهجها؛ اتّجه كلّ عالمٍ فى نشأتها الأولٰى الى ناحيةٍ واحدةٍ منها ، فكَثُرتِ العلومُ و انشعبتُ ، و انطوتُ جميعًا تحت اسمٍ واحدٍ و هو " علوم الحديث "

فهذه الأربعة كلّها أسماء لِمسمًّى واحدٍ ، أعنى مجموعة المباحث و المسائل الّتى تدور حول الرّواية و الرّاوى و المتون و الأسانيد من حيث القبول و الردّ۔

اِس علم کے انواع واقسام

جاننا چاہئے کہ علوم حدیث کے انواع بے شمار ہیں۔امام حازمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " **العجالة** " میں فرمایا ہے کہ علم حدیث بہت سے انواع پر مشتمل ہے جو کہ سو(۱۰۰) تک پہنچتے ہیں۔اِن میں سے ہر نوع ایک مستقل علم ہے، اگر حدیث کا طالب علم اس میں اپنی ساری عمر بھی صرف کردے تو اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

امام حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نیشاپوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " **معرفة علوم الحديث** " میں اِن میں سے باون (۵۲) انواع ذکر کئے ہیں۔اور حافظ ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری معروف بہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " **علوم الحديث** " میں ان میں سے پینسٹھ (۶۵) انواع ذکر کئے ہیں اور فرمایا ہے:و ليس ذلك بآخر الممكن فى ذلك فانّهٗ قابل للتنويع الى ما لا يُحصٰى ، اذ لا تُحصٰى أحوال رُواة الحديث و صفاتهم و لا أحوال متون الحديث و صفاتها ، و ما من حالةٍ منّها و لا صفةٍ الّا و هى بصدد أن تفرد بالذكر و أهلها ، فاذا هى نوع على حياله آه

اور امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب " التقريب و التّيسير لِمعرفة سنن البشير النذير " میں ان میں سے پینسٹھ (۶۵) انواع ذکر کئے ہیں تبعًا لابن الصّلاح اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " تدريب الرّاوى شرح تقريب النواوى " میں اِن میں سے ترانوے (۹۳) انواع ذکر کئے ہیں جن میں پینسٹھ (۶۵) تو وہ ہیں جنہیں امام نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور باقی انواع امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے آخر میں بڑھائے ہیں۔

مذکورہ کتابوں میں علوم الحدیث کی یہ انواع ایک تو نسبتاً کم ہیں اور پھر بعض کی تو تہذیب نہیں کی گئی ہے اور بعض میں مناسب ترتیب موجود نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک سو سات (۱۰۷) انواع ذکر کریں گے، جو مہذب و مرتب طریقے اور مناسب طرز پر بھی ہوں گے۔

پس ہم اپنے مقصود کو مندرجہ ذیل چھ(۶) ابواب میں بیان کرتے ہیں:

الباب الأوّل فى علوم رُواة الحديث

الفصل الأوّل فی العلوم المُعَرِّفة بِحال الرّاوی

النّوع الأوّل(١) معرفة صفة من تُقبل روايتهٗ و من تُردّ۔

النّوع الثّانی (٢) علم الجرح و التّعديل۔

النّوع الثّالث (٣) معرفة الصّحابة رضی اللّٰہ عنهم۔

النّوع الرّابع (٤) معرفة من أسند عنه من الصّحابة الّذين ماتوا فی حياة رسول اللّٰہ ﷺ

النّوع الخامس (٥) معرفة الثّقات و الضّعفاء من الرّواة۔

النّوع السّادس (٦) معرفة من اختلط فی آخر عمرهٖ من الثّقات۔

النّوع السّابع (٧) معرفة الحفّاظ ، و ذكر جماعة من الأمصار لهم حفظٌ و فقهٌ، و بيان ما اختصّ بهٖ كلٌّ منهم من ناحية العلم۔

النّوع الثّامن (٨) معرفة الوُحْدَان أی معرفة مَنْ لم يرو عنهم الّا راوٍ واحد۔

النّوع التّاسع (٩) معرفة مَنْ لم يرو الّا حديثًا واحدًا۔

النّوع العاشر (١٠) معرفة المُدَلِّسين۔

الفصل الثّانی فی العلوم الّتی تُبيِّنُ شخصَ الرّاوی

المبحث الأوّل فی علوم الرّواة التّاريخيّة

النّوع الحادی عشر (١١) معرفة تواريخ الرّواة فی الوَفَيات و غيرها۔

النّوع الثّانی عشر (١٢) معرفة طبقات الرّواة۔

النّوع الثّالث عشر (١٣) معرفة التّابعين و المُخَضْرَمِين۔

النّوع الرّابع عشر (١٤) معرفة ما رواه الصّحابة عن التّابعين عن الصّحابة۔

النّوع الخامس عشر (١٥) معرفة أتباع التّابعين۔

النّوع السّادس عشر (١٦) معرفة الإخْوة و الأخَوَات من العلماء و الرّواة۔

النّوع السّابع عشر (١٧) معرفة المُدَبَّجِ و ما سواه من رواية الأقران۔

النّوع الثّامن عشر (١٨) معرفة الأكابر الرّواة عن الأصاغر۔

النّوع التّاسع عشر (١٩) معرفة السّابق و اللّاحق۔

النّوع العشرون (٢٠) معرفة رواية الآباء عن الأبناء۔

النّوع الحادی و العشرون (٢١) عكسُ ذٰلك: معرفة رواية الأبناء عن الآباء۔

المبحث الثّانی فی علوم أسماء الرّواة

النّوع الثّانی و العشرون (۲۲) معرفة المُبْهَمات۔

النّوع الثّالث و العشرون (۲۳) معرفة مَنْ ذکر بِأسماء مختلفةٍ أو نعوتٍ متعدّدة۔

النّوع الرّابع و العشرون (۲٤) معرفة الأسماء و الکُنٰی۔

النّوع الخامس و العشرون (۲٥) معرفة کُنی المعروفین بِالأسماء دون الکُنٰی۔

النّوع السّادس و العشرون (۲٦) معرفة مَنْ وافقت کنیتُهٗ اسمَ أبیه۔

النّوع السّابع و العشرون (۲۷) عکسُ ذٰلك: مَنْ وافق اسمُهٗ کنیةَ أبیه۔

النّوع الثّامن و العشرون (۲۸) معرفة من وافقت کنیتُهٗ کنیةَ زوجتہٖ۔

النّوع التّاسع و العشرون (۲۹) معرفة من وافق اسمُ شیخہٖ اسمَ أبیه۔

النّوع الثّلاثون (۳۰) معرفة من اتفق اسمُهٗ و اسمُ أبیه و جدّہٖ - و قد یتفق الاسم و اسم الأب مع اسم الجدّ و اسم أبیه فصاعدًا۔

النّوع الحادی و الثّلاثون (۳۱) معرفة من اتفق اسمهٗ و اسمُ شیخہٖ و شیخ شیخِہٖ فصاعدًا - و قد یقع ذٰلك الاتفاق لِلرّاوی و لِشیخہٖ معًا۔

النّوع الثّانی و الثّلاثون (۳۲) معرفة من اتفق اسمُ شیخہٖ و الرّاوی عنه۔

النّوع الثّالث و الثّلاثون (۳۳) معرفة من اتفق اسمُهٗ و کنیتُهٗ۔

النّوع الرّابع و الثّلاثون (۳٤) معرفة ألقاب المحدِّثین۔

النّوع الخامس و الثّلاثون (۳٥) معرفة أنساب المحدِّثین۔

النّوع السّادس و الثّلاثون (۳٦) معرفة المنسوبین الٰی غیر آبائهم۔

النّوع السّابع و الثّلاثون (۳۷) معرفة النّسب الّتی باطنها علٰی خلاف ظاهرها۔

النّوع الثّامن و الثّلاثون (۳۸) معرفة من وافق اسمُهٗ نسبَهٗ۔

النّوع التّاسع و الثّلاثون (۳۹) معرفة الأسماء الّتی یشترك فیها الرّجال و النّساء - و بیان قسمی هذا النّوع۔

النّوع الأربعون (٤۰) معرفة الموالی من الرّواة و العلماء۔

النّوع الحادی و الأربعون (٤۱) معرفة أوطان الرّواة و بُلدانهم۔

النّوع الثّانی و الأربعون (٤۲) معرفة الأسماء المفردة من الرّواة ، و الکُنٰی و الألقاب۔

النّوع الثّالث و الأربعون (٤٣) معرفة المُتّفِق و المُفْتَرِق من الأسماء و الأنساب و نحوها۔

النّوع الرّابع و الأربعون (٤٤) معرفة المُؤْتَلِف و المُخْتَلِف من الأسماء و الأنساب و ما يلتحق بها۔

النّوع الخامس و الأربعون (٤٥) معرفة المتشابِه۔

النّوع السّادس و الأربعون (٤٦) معرفة المشتبه المقلوب۔

الباب الثّانى فى علوم رواية الحديث

النّوع السّابع و الأربعون (٤٧) معرفة آداب طالب الحديث۔

النّوع الثّامن و الأربعون (٤٨) معرفة آداب المحدِّث۔

النّوع التّاسع و الأربعون (٤٩) معرفة كيفيّة سماع الحديث و تحمّلِهٖ۔

النّوع الخمسون (٥٠) معرفة صفة رواية الحديث۔

النّوع الحادى و الخمسون (٥١) معرفة كتابة الحديث۔

الباب الثّالث فى علوم الحديث من حيث القبول و الردّ

الفصل الأوّل فى أنواع الحديث المقبول

النّوع الثّانى و الخمسون (٥٢) معرفة الحديث الصّحيح۔

النّوع الثّالث و الخمسون (٥٣) معرفة الحديث الحسن۔

النّوع الرّابع و الخمسون (٥٤) معرفة الصّحيح لِغيرِهٖ۔

النّوع الخامس و الخمسون (٥٥) معرفة الحسن لِغيرِهٖ۔

الفصل الثّانى فى أنواع الحديث المردود

النّوع السّادس و الخمسون (٥٦) معرفة الضّعيف۔

النّوع السّابع و الخمسون (٥٧) معرفة المضعَّف۔

النّوع الثّامن و الخمسون (٥٨) معرفة المتروك۔

النّوع التّاسع و الخمسون (٥٩) معرفة المطروح۔

النّوع السّتّون (٦٠) معرفة الحديث الموضوع۔

الباب الرّابع فى علوم المتن

الفصل الأوّل فى علوم المتن من حيث قائله

النّوع الحادی و السّتّون (٦١) معرفة الحديث القدسی۔

النّوع الثّانی و السّتّون (٦٢) معرفة الحديث المرفوع۔

النّوع الثّالث و السّتّون (٦٣) معرفة الموقوف۔

النّوع الرّابع و السّتّون (٦٤) معرفة المقطوع (و هو غير المنقطع)۔

الفصل الثّانی فی علوم المتن من حيث درايتہ

النّوع الخامس و السّتّون (٦٥) معرفة غريب الحديث۔

النّوع السّادس و السّتّون (٦٦) معرفة أسباب ورود الحديث۔

النّوع السّابع و السّتّون (٦٧) معرفة ناسخ الحديث و منسوخہ۔

النّوع الثّامن و السّتّون (٦٨) معرفة تواريخ المتون (و منه معرفة الأوائل)۔

النّوع التّاسع و السّتّون (٦٩) معرفة مُخْتَلِفِ الحديث(و ربما سمّاه المحدّثون " مشكل الحديث")

النّوع السّبعون (٧٠) معرفة محكم الحديث۔

النّوع الحادی و السّبعون (٧١) معرفة فقه الحديث۔

النّوع الثّانی و السّبعون (٧٢) معرفة الحديث المتوقّف فيه۔

الباب الخامس فی علوم السّند

الفصل الأوّل فی علوم السّند من حيث الاتّصال

النّوع الثّالث و السّبعون (٧٣) معرفة المتّصل (و يقال لہٗ أيضًا الموصول)۔

النّوع الرّابع و السّبعون (٧٤) معرفة المسند۔

النّوع الخامس و السّبعون (٧٥) معرفة المعنعن و المؤنّن۔

النّوع السّادس و السّبعون (٧٦) معرفة المسلسل۔

النّوع السّابع و السّبعون (٧٧) معرفة الإسناد العالی۔

النّوع الثّامن و السّبعون (٧٨) معرفة الإسناد النّازل۔

النّوع التّاسع و السّبعون (٧٩) معرفة صدق المحدِّث و اِتقانہ۔

النّوع الثّمانون (٨٠) معرفة مذاكرة الحديث و التّمييز بها۔

النّوع الحادی و الثّمانون (٨١) معرفة المزيد فی متّصل الأسانيد۔

الفصل الثّانی فی علوم السّند من حيث الانقطاع

النّوع الثّانی و الثّمانون (۸۲) معرفة المنقطع۔

النّوع الثّالث و الثّمانون (۸۳) معرفة المرسل۔

النّوع الرّابع و الثّمانون (۸٤) معرفة المعلّق۔

النّوع الخامس و الثّمانون (۸۵) معرفة المعضَل۔

النّوع السّادس و الثّمانون (۸٦) معرفة المدلَّس۔

النّوع السّابع و الثّمانون (۸۷) معرفة المراسیل الخفیّ اِرسالها۔

الباب السّادس فی العلوم المشترکة بین السّند و المتن

الفصل الأوّل فی تفرّد الحدیث

النّوع الثّامن و الثّمانون (۸۸) معرفة الغریب من الحدیث۔

النّوع التّاسع و الثّمانون (۸۹) معرفة الأفراد۔

الفصل الثّانی فی تعدّد رواة الحدیث مع اتفاقهم

النّوع التّسعون (۹۰) معرفة المتواتر۔ النّوع الحادی و التّسعون (۹۱) معرفة المشهور۔

النّوع الثّانی و التّسعون (۹۲) معرفة المستفیض۔ النّوع الثّالث و التّسعون (۹۳) معرفة العزیز۔

النّوع الرّابع و التّسعون (۹٤) معرفة المتابعات۔ النّوع الخامس و التّسعون (۹۵) معرفة الشّواهد

الفصل الثّالث فی اختلاف روایات الحدیث

النّوع السّادس و التّسعون (۹٦) معرفة زیادات الثّقات۔ النّوع السّابع و التّسعون (۹۷) معرفة الشّاذ۔

النّوع الثّامن و التّسعون (۹۸) معرفة المحفوظ۔ النّوع التّاسع و التّسعون (۹۹) معرفة المُنُکر۔

النّوع المائة (۱۰۰) معرفة المعروف۔ النّوع الأول بعد المائة (۱۰۱) معرفة المضطرب۔

النّوع الثّانی بعد المائة (۱۰۲) معرفة المقلوب۔ النّوع الثّالث بعد المائة (۱۰۳) معرفة المنقلب۔

النّوع الرّابع بعد المائة (۱۰٤) معرفة المُدرَج فی الحدیث۔

النّوع الخامس بعد المائة (۱۰۵) معرفة المصحّف من أسانید الأحادیث و متونها۔

النّوع السّادس بعد المائة (۱۰٦) معرفة المحرّف۔

النّوع السّابع بعد المائة (۱۰۷) معرفة الحدیثِ المُعَلَّلِ أو المُعَلِّ۔

قارئین کرام! اِس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِن انواع کی تعریفات اور اس کے ساتھ اِن کی وجۂ حصر اور ہر نوع کی اہمیت، ضرورت اور نفع اور ہر ایک کی اجمالی اقسام اور مثالیں ذکر کی جائیں۔ اگر آئندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو یہ تمام اُمور زیب قرطاس کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

آخری قسط

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی*

تقریب رونمائی ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' کی روحانی مجلس میں بیتے ہوئے لمحات

مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب (مدیر اعلیٰ ماہنامہ مکالمہ بین المذاہب وخطیب مسجد خضرا لاہور)

نحمده ونصلى علىٰ رسوله الكريم أما بعد فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ صدق الله العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم،

خطبات مشاہیر ایک عظیم شاہکار

مہمان گرامی شیخ الحدیث شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مجاہد ملت حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، علمائے امت، زعماء امت اور طلبہ عزیز! ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' کی تقریب رونمائی ہے یہ کتاب جامعہ حقانیہ اور بطور خاص قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کا ہم سب کیلئے ایک عظیم تحفہ ہے ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' خود ایک عظیم علمی شاہکار ہے لیکن ان پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی تعلیقات، توضیحات اور حواشی نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے میں اپنی اوقات میں رہتے ہوئے تمام اکابر کی موجودگی میں تقریر کی بجائے چند کلمات جو میں نے لکھ دیئے ہیں وہ پڑھ لیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلمات میری طرف سے کافی ہونگے میرے نزدیک حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا مبارک وجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے نور کے چشمہ سے پانی لے کر گوندا ہے اب اس وجود سے روشنیاں چھن چھن کر نکل رہی ہے اور ماحول کو منور کر رہی ہے ایک وقت وہ تھا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو کلاشنکوف ایک ہاتھ میں دی تھی اور دوسرے ہاتھ میں قرآن دیا تھا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے کلاشنکوف کا حق بھی ادا کیا اور اب قلم وقرطاس کے میدان میں بھی فاتح بن کر ہر کسی کا قرض چکاتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔

---

* رفیق مؤتمر المصنفین

اپنی ذات میں انجمن

آپ نے کبھی کہکشاں دیکھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے آسمان پر یہ کہکشاں نہیں دیکھی تو جامعہ حقانیہ کے افق پر دیکھئے آفتاب عالم مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کے اس آسمان پر کیا نور کی رونق لگی ہوئی ہے یہاں کا ہر وجود ایک ستارہ ہے، نجم العلوم ہے اور ستاروں کے اس جھرمٹ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ بظاہر خود ایک کہکشاں ہیں جیسے ہم کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص اپنی ذات میں انجمن ہے تو مولانا سمیع الحق صاحب کا وجود ایک مستقل کہکشاں ہے جس طرح یہ دینی چابک ہے دنیا بھر کی اسلامی تحریکات کے کچھ مراحل ہیں علم حدیث کی مسند کی روشنی ہے اور دینی غیرت اسلامی حمیت کی ایک مکمل اور جیتی جاگتی تصویر ہے کون شکست دے سکتا ہے اسطرح کے لوگوں کو کہ وہ علم وادب کے شاہکار کے پیچھے دوڑ جائیں میں شاگردوں پر زیادہ اعتماد نہیں کرتا کتب خانوں کے الماریوں میں سجی ہوئی کتابوں سے مولانا سمیع الحق صاحب ہمیشہ جیتے جگاتے محسوس ہونگے اور ہنستے مسکراتے اور ان کی مسکراہٹ سے ہم جیسے عقیدت مندوں کو پھول جڑیاں اور پھولوں کی پتیاں نکلتی محسوس ہونگی، اور وہ جو خواہش رکھتے تھے کہ مولانا سمیع الحق پس منظر میں چلے گئے یا ان کے نظریے کو شکست ہوجائے سب نے دیکھا کہ ان کا نظریہ جیت رہا ہے، ان کا نظریہ فاتح ہے ان کی آواز پوری دنیا میں گونج رہی ہے لیکن وہ جو یہ چاہتے تھے اور جن کی خواہش تھی کہ مولانا سمیع الحق پس منظر میں چلے جائیں انہی کتابوں سے نکلتی ہوئی مسکراہٹ ان کے دلوں پر ان کے قلب وجگر پر طنز کے تیر برساتی محسوس ہونگی اور وہ دل تھام کر بیٹھ جائیں گے کہ ان کو شکست نہ دے سکے وہ آج کا بھی فاتح ہے اور سوچا تھا کہ ان کے اس دنیا سے جانے کے بعد ہماری جان چھوٹ جائے گی لیکن اس کا دل اس کے کارنامے، ان کی تصنیفات اور تالیفات اپنی تعارف کر رہی ہیں اور ہمارے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے، میں مبارک باد پیش کرتا ہوں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکبادی کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں سمیع الحق زندہ ہے تو انا ہے زندہ رہے گا تو انا رہے گا اور آنے والے نسلوں کو اپنے نظریے کی طرف دعوت دیتا رہے گا۔

میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مولانا سمیع الحق صاحب نے اگر اپنے کلاشنکوف کی لاج رکھی ہے اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کا جوان پر اعتماد تھا ان کے اعتماد کو مجروح نہیں ہونے دیا، امریکہ جا رہا ہے اور آپ کے تلامذہ اور حقانی فضلاء نے روس کو شکست فاش کیا، اب امریکہ شکست خوردہ ہوکر ادھر اُدھر بھاگ رہا ہے، آج امریکہ کو بھی آپ نے شکست دی ہے اور ہر دور میں مجاہدین کا طالبان کا سپاہ سالار بن کر میدان میں آتا رہا اور آتا رہے گا، آپ یاد رکھیں ڈاکٹر دوست محمد صاحب کی تائید کرتے ہوئے کہ جو اس وقت پوری دنیا کا منظر ہے وہ منظر آپکو نظر آرہا ہے جو شکست آپکو نظر آرہی ہے، اس شکست کو آپ

نے فتح میں تبدیل کیا، مسلم ممالک کے عسکری اداروں نے جوملت اسلامیہ کے ان لوگوں نے جس بری طرح ناک کٹوائی تھی۔ مولانا سمیع الحق نے مجاہدین کی سرپرستی کرکے امت مسلمہ کی لاج رکھی ہے آئندہ بھی آپ ہی لاج رکھیں گے عالم کفر ۶۰ مسلم ریاستوں کی فوجوں سے نہیں ڈررہا وہ آپ کے نام سے لرز اور ترس رہا ہے مولانا سمیع الحق کی آواز ہمیشہ آپکو اس کی جو اعتدال ہے اسکی طرف بلاتی رہے گی۔

مولانا سمیع الحق نے قلم وقرطاس کی لاج رکھی

یہ کتاب ''خطبات مشاہیر،، میں سمجھتا ہوں مولانا سمیع الحق صاحب نے ہمیں ایک عظیم تحفہ دیا ہے، میں آخری جملہ کہہ رہا ہوں اپنے آپ کو سوال کے لئے تیار کیجئے کہ جس طرح مولانا سمیع الحق نے کلاشنکوف کی لاج رکھی اور قلم اور قرطاس کی بھی لاج رکھی ہے، جب ضرورت پڑے گی آپ کے کلاشنکوف لینے کی تو قلم وقرطاس کی لاج رکھنے کے ساتھ اس کی بھی لاج رکھیں گے۔ علامہ اقبال مرحوم نے بالکل صحیح کہا ہے کہ......

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
ہو رزم حق و باطل تو فولاد ہے مومن

میں ایک مرتبہ پھر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دارالعلوم حقانیہ کو خطبات مشاہیر کی تدوین اور اسکی اشاعت پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ حضرات کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ

کافر ہو تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مولانا قاضی محمد نسیم کلاچوی (جامعہ نجم المدارس)

خطبات مشاہیر مینارہ نور

حضرت استادی واستاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر علماء ومشائخ اور طلبہ کرام! میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اکابر ومشائخ کے سامنے بولنے کی جسارت کروں لیکن مجھے حکم ہوا کہ چند الفاظ کہہ دوں تو سب سے پہلے حضرت مولانا مدظلہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس تقریب میں شرکت کی سعادت سے سرفراز فرمایا اور پھر والد گرامی سیدی وسندی حضرت مولانا قاضی عبدالکریمؒ کی تعزیت اس عظیم الشان تقریب میں فرمائی، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مدظلہ کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے۔

''خطبات مشاہیر'' کی رونمائی پر حضرت مولانا مدظلہ کو خصوصی مبارکباد پیش کرتا ہوں،

خطبات مشاہیر جہاد وتصوف کی جامع دستاویز

یہ خطبات صرف خطبات نہیں بلکہ تاریخ ، جہاد، تصوف وسلوک اور قلم و کتاب کے حوالے سے بھی ایک جامع دستاویز ہے۔خطبات مشاہیر علمی دنیا میں اور اسلامی لائبریریوں میں مینارۂ نور ثابت ہوگی۔مشائخ عظام کے خطبات اور ارشادات ما وشما کی طرح عام مولویوں کے نہیں بلکہ ان علماء کرام اور مشائخ عظام کے خطبات و ارشادات ہیں جو رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب تھے ان اکابر علماء کرام و مشائخ عظام کا ایک ایک جملہ خدا کی قسم لاکھوں کروڑوں قیمتی لعل وجواہرات سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ع قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری

لیکن اگر کسی کو ان خطبات ومواعظ میں کوئی نورانیت للّٰہیت نظر نہیں آتی تو یہ اپنی بدنصیبی ہے۔...........

گرند بیند بروز شپرۂ چشم
چشم آفتاب راچہ گناہ

جناب عبداللہ گل صاحب (فرزند جنرل حمید گل مرحوم)

تشکرانہ کلمات

نہایت ہی قابل قدر علمائے کرام، مشائخ اور زعمائے امت بالخصوص حضرت مولانا سمیع الحق صاحب!

میں شکر گزار ہوں، مولانا سمیع الحق صاحب کا کہ انہوں نے ’’خطباتِ مشاہیر‘‘ کے اس عظیم تقریب میں شرکت کا موقع دیا اور میرے عظیم والد جنرل حمید گلؒ جن کی زندگی مسلمانوں کی خدمت ان کے غم و درد میں شریک رہی اور اسلام کے نفاذ کیلئے جدوجہد کرنے والے مجاہد اعظم تھے، ان کی زندگی ہمارے لیے ایک پیغام ہے۔

میں ان کے مشن کو زندہ رکھنے کی کوشش کروں گا، میں نے بحمد اللہ مولانا جلال الدین حقانی کے ہاں جہاد کی ٹریننگ حاصل کی ہے،ان کے ساتھ عرصہ تک ایک کمرہ میں رہا۔انشاء اللہ! دینِ اسلام کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہوں گا۔

خطبات مشاہیر ایک علمی وادبی شاہکار

’’خطبات مشاہیر‘‘ دس جلدوں میں منظر عام پر آئی ہے، جس میں اکابرین علماء، مشائخ، مجاہدین، زعمائے قوم وملت کے خطبات ہیں پون صدی کی تاریخ اور اس پر تعلیقات حواشی پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ادبی شہکار ہے۔ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو اس عظیم کتاب کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس)

الحمدللّٰہ وکفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ○ وقال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا(الاحزاب:۲۳) وقال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال:۳۹)صدق اللّٰہ العظیم

کلمات تشکر

صدر جلسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور مہمان خصوصی شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرات اساتذہ کرام اور قابل صد احترام حضرات علمائے کرام، بزرگان مکرم برادران اسلام، طلبائے عزیز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عالم اسلام کی اس عظیم دینی، علمی، تبلیغی، فکری، نظریاتی، جہادی، درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں خطبات مشاہیر کی تقریب رونمائی کے موقع پر آپ حضرات کی ملاقات اور گفتگو کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ میں سب سے پہلے شکر گزرا ہوں محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا اوران کے پورے خاندان کا اور دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور کارکنان کا کہ جنہوں نے آج کی تاریخی اور یادگار تقریب میں مجھے بھی شرکت کا موقع بخشا۔ وقت کے مختصر ہونے کے پیش نظر چند گزارشات مختصراً اشارۃً عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا سمیع الحق کی دو اہم دستاویزی کتابیں

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خارج میں دوایسی کتابیں اور تالیفات سامنے آئی ہیں جوامت کے لئے منارۂ نور ثابت ہونگی۔ ''مکتوباتِ مشاہیر'' جب میں نے اس کو پڑھااور دیکھا میں بہت حیران ہوا کہ حضرت مولانا نے کس طرح اپنے اس زمانے میں بھی جو بچپن کا، جوانی کا طالب علمی کا دوراور زمانہ ہے جس دور میں اور جوانی میں کسی کے خط وتالیف کوسنبھالنے کی اور محفوظ رکھنے کی طرف توجہ عموماً نہیں ہوتی، مولانا نے اس کو کس طرح سنبھالا اور محفوظ رکھا اس کو کس طرح آگے پھیلایا اور پہنچایا، اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا اپنے اس سرمائے اور اپنی اکابر کی چیزوں کا، تبرکات کا کس طرح تحفظ کرتے ہیں۔ جس شخص نے اکابر کے خطوط کو محفوظ رکھا۔

اکابر کے نظریہ اور مشن کا محافظ

آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اپنے اکابر کا اوران کے نظریہ اور مشن کا کتنا حفاظت کرتا ہوگا اس نے ایک ایک خط کوسنبھالا اور بعض ایسے خطوط بھی ہیں جو تین تین چار چار سطروں پر مشتمل ہیں، لیکن مولانا نے اس خط کو بھی سنبھالا اور محفوظ رکھا اور سونے اور چاندی سے زیادہ بہتر انداز میں سنبھالا۔ اس طرح کوئی سونے اور چاندی کو نہیں محفوظ رکھتا ہے جس طرح مولانا نے اس خطوط کو سنبھالا۔ اور امت تک پہنچایا وہ شخص اپنے اکابر کی مشن کا حفاظت کس طرح کرتا ہوگا اور کس طرح محفوظ رکھے گا۔ میرے دوستو! مکتوبات مشاہیر کے بعد ''خطبات مشاہیر'' دس جلدوں میں آپ کے سامنے آ گئی ان میں ایسے اکابر ومشائخ اور علماء ربانیین کے خطبات آپ کو ملیں گے۔ جن کو آج تک آپ نے نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔ یہ تمنا اور آرزو تھی کہ کاش! ہم ان کو دیکھتے اوران کے خطبات کو سنتے لیکن تقدیر آپ کے اور میرے اختیار میں نہیں ہے۔ تمنا تھی کہ ہم ان کو دیکھتے لیکن مولانا نے ہماری تمنا کو پوری کردی اور ہماری اس تمنا کو مولانا نے تکمیل اور بہتر انداز میں مکمل کیا۔ اور مشاہیر کی خطبات کو تحریری شکل پہنائی۔ تحریری انداز میں وہ ان خطابات اور بیانات کو کتاب کی شکل میں شائع کرائے تب ہمارے سامنے آئی۔

خطبات مشاہیر علم وعمل کے جامع

میرے دوستو! مخاطب میرے طلباء بھائی ہیں، میرے دوستو! جب آپ ان خطبات کو پڑھیں گے تو آپ کو علم وتقوی، للّٰہیت واخلاص کا نور نظر آئے گا اور آپ کو اس میں اتباع سنت نظر آئے گا۔ اور آپ اپنے مشن پر اور اپنے جذبہ پر مرمٹنے کا عزم کرسکیں گے اس سے آپ کو صبر واستقامت علی الدین نظر آئے گا اوراس میں آپ کو عمل نظر آئے گا۔

یاد رکھئے! آپ دنیا میں بے شمار کتابیں پڑھیں گے لیکن آپ اگر عالم باعمل اور عالم ربانی کی کوئی تحریر یا کتاب پڑھیں گے تو اس میں آپ کو ایک نور نظر آئے گا۔ اس میں آپ کو برکت نظر آئے گی۔ یہ روایتی تقریریں نہیں ہیں یہ خطبات روایتی نہیں ہیں، یہ وہ خطبات ہیں جن میں علم وعمل کی نورانیت موجود ہے جس سے آپ کو تقویٰ وکردار نظر آئے گا جس سے آپ کو متانت واستقامت نظر آئے گی۔

موبائل آج کے دور کا فتنہ اور زہر قاتل

میرے دوستو! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، اپنے طالب علم بھائیوں سے کہ آپ ان خطبات کو اپنے موبائلوں میں رکھ کر اور محفوظ کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس دو دو تین تین موبائلز ہیں اور ہم سے زیادہ موبائلز آپ کے پاس ہیں۔ یہ موبائل میں طالب علم کے لئے زہر قاتل سمجھتا ہوں۔

میں اس موبائل کو آج کے دور کا فتنہ سمجھتا ہوں میں اس موبائل کو طالب علم کے علمی مشاغل کو سب سے بڑا قاتل سمجھتا ہوں۔ یہ استاد اور طالب علم کے سبق کا قیمتی وقت ضائع کرتا ہے۔

یہ آپ کی توجہ برباد کرتا ہے۔اس لئے پہلے سے آپ کو درخواست کرتا ہوں کہ موبائل رکھنا چھوڑ دو اپنے استاد سے علم حاصل کرو اور اس موبائل کو حصول علم کے دور میں طلاق دو۔ اور اگر آپ کے ساتھ ہیں تو ان میں اپنے اساتذہ کے خطبات محفوظ رکھیں اپنے فارغ اوقات میں اس خطبات کو پڑھیں آپ کو ان شاء اللہ با کردار بنائیں گے۔آپ کو علم وعمل کی نورانیت سے معتبر کرینگے آپ جب اس خطبات کو پڑھیں گے۔

خطبات میں کردار مدارس پر مکمل جلد

اس میں آپ کو بہرحال یہ بھی نظر آئے گا کہ ہمارے مدارس کا کیا پیغام اور کیا کردار ہے؟ اور ہماری اس مدارس کی کیا خدمات ہیں۔ میں شکر گزار رہوں اس میں ایک پوری جلد مولانا نے وفاق المدارس العربیہ کے حوالہ سے ترتیب دی ہے جو دارالعلوم حقانیہ میں وفاق المدارس کا اجلاس ہوا تھا اور ایک عالمی اور تاریخی اجتماع ہوا تھا۔اس میں جو بیانات ہوئے تھے اس کو لکھ کر مولانا نے ایک مکمل شکل میں جمع کیا اور ہم بھی آج کل وفاق المدارس کی پوری تاریخ کو مرتب کررہے ہے، پانچ پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے ہم اس کو جمع کررہے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ وفاق المدارس کیا کرتا ہے جیسا کہ ہر مدرسے کا چوکیدار اور پہرے دار ہوتا ہے اسی طرح وفاق المدارس ان پہرے داروں کے پہرے دار ہیں اور ان چوکیداروں کے چوکیدار ہیں اور آپ دین کے پہرے دار ہیں اور آپ قرآن وسنت اور علوم نبویؐ کے پہرے دار ہیں اور آپ پہرے داروں کے پہرے دار ہیں۔آپ کا پہرے دار وفاق المدارس ہے۔

وفاق المدارس کے موسسین

جن علماء نے اس وفاق کی بنیاد رکھی ہے۔ان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور میرے دادا حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، حضرت مفکر اسلام مفتی محمودؒ اور شمس العلماء حضرت شمس الحق افغانیؒ۔حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ وغیرھم سب اس میں شامل تھیں۔وقت نہیں ہے کہ میں ان تمام کے نام لوں، یہی وہ تمام اکابر ہیں جنہوں نے وفاق المدارس کو بنایا اور بڑھایا اور پھر یہ سلسلہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کو پہنچا۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور انہوں نے اس کو چار چاند لگائے۔اور وہ وفاق جو ان چٹائیوں سے اٹھایا گیا تھا اور ان میدانوں سے اٹھا تھا آج وہ وفاق عالمی اور آفاقی بن چکا ہے، وفاق اب آفاقی اور عالمی ادارہ ہے، یہ ان حضرات اور اکابر کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے، اور آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مدارس کا پیغام کیا ہے۔

مدارس پر بے بنیاد الزامات

آج مدارس پر الزام لگایا جاتا ہے یہ اسی طرح آپ کو بدنام کرتے ہیں تو آج عالمی سطح پر اسلام کو بھی بدنام کرتا ہے میں مدارس کو اسلام سے الگ نہیں سمجھتا اسلئے مدارس اسلام کے مراکز ہیں اور اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے قلعے ہیں یہ دشمن جانتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ اس سے اٹھتا ہے، اور یہی سے جہاد اٹھتا ہے اور یہی سے تصنیف وتالیف اٹھتی ہے اور یہی سے اسلام کا سچا عقیدہ اور نظریہ نکلتا ہے، آج دشمن جسطرح اسلام کو دہشت گردی کا مذہب کہتا ہے اور تشدد کا مذہب کہتا ہے، اسی طرح آپ کے مدرسے کو دہشت گردی اور انتہاء پسندی کا مرکز کہتے ہے، اسلام کا دہشت گردی اور انتہاء پسندی سے کوئی تعلق نہیں اور مدرسے کا بھی انتہاء پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے مدرسے کا پیغام اسلام والا پیغام ہے، اور ان کا پیغام امن وسلامتی والا پیغام ہے، میں ایک خبر دیتا ہوں، کہ ۱۶ دسمبر کو پشاور میں ایک عظیم سانحہ ہوا اور ہم سب نے اسکی مذمت کی اسکے بعد پاکستان کے تمام مدارس خواہ وہ دیہات میں ہوں یا شہر میں ہوں، چھوٹے شہر میں ہوں یا بڑے شہر میں ہوں اور ان پر اچانک رات کو چھاپے مارے گئے، ہر ایجنسی کے لوگوں نے ایک ایک کمرے کو چھانا اور طلباء کے سامان کو کھولا اور اسکو چھانا ہے لیکن ان ۹ ماہ میں مسلسل مدارس کے سرچ آپریشن کے باوجود پورے پاکستان کے ایک مدرسے میں کوئی ایک دہشت گرد کوئی انتہاء پسند، کوئی ٹارگٹ کلر، کوئی قاتل، کوئی مجرم، کوئی مطلوب اور کوئی غیر قانونی اسلحہ کلاشنکوپ کوئی ریوالور یا کوئی اور چیز برآمد نہ ہوئی، الحمدللہ مدارس جس طرح پہلے بے داغ تھے اور آج بھی بے داغ ثابت ہوئے۔

مدارس امن کے قلعے

کراچی میں زیرو زیرو پر چھاپا مارا گیا اور اس نے کہا تھا کہ آپ زیرو ہیں اور ہم ہیرو، تو ہم نے کہا کہ ہم زیرو سہی اور آپ ہیرو سہی اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ ثابت کریگا کہ آپ زیرو اور ہم ہیرو ہیں تو ثابت ہوگیا جب ان پر چھاپا مارا گیا تو ان کے ساتھ بیرونی ملک کے غیر قانونی اسلحہ اور کلاشنکوف اور بلکہ غیر ملکی ہتھیار برآمد ہوئے تو ہم نے ثابت کرایا کہ مدرسہ امن کی تعلیم کا مرکز ہے اور مدرسہ اسلام کی تعلیم کا سبق دیتا ہے پاکستان کے مستحکم معیشت اور تمدن وتہذیب کا یقین رکھتا ہے پاکستان کے مدرسے کا طالبعلم افغانستان کے تحفظ کیلئے اپنا جان دیتا ہے جب پاکستان کا وقت آئیگا تو ہم اور ہمارے طلباء آپ کو صف اول میں ملیں گے اور آپ پچھلے صف میں ہوں گے، میں کہتا ہوں اے حکمرانو! عقل کے ناخن لو پاکستان کیلئے جذبہ رکھنے والوں کو اپنا دشمن اور حریف نہ سمجھو کہ آپکا دشمن کون ہے اور آپکا دوست کون ہیں؟ اپنا دشمن معلوم کرو، مدرسہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے اور آئندہ بھی ہوگا، مدرسہ کل بھی جوان تھا اور آج بھی جوان ہے اور آئندہ بھی جوان رہیگا ان شاء اللہ۔

قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری

چونکہ مدرسہ دین کی تعلیم کا سبق دیتا ہے،اوراسلام کی تعلیم کا مرکز ہے،ہم اسکی حفاظت نہیں کرتے وہ میرا حفاظت کرتا ہے ،قرآن کی ہم حفاظت نہیں کرتے وہ میری حفاظت کرتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کرنی ہےتو قرآن کے مراکز اوراسکے داعی اور مدارس کی بھی حفاظت کرنی ہے ،یہ مدرسہ ہمیشہ قائم ودائم رہے گا، ہم مذاکرات کیلئے آج بھی تیار ہیں اور ہم اپنی ہر بات کواور اپنے موقف اور دعویٰ کوانشاء اللہ دلیل کے ساتھ لڑیں گے،ہم نے پرویز مشرف کے دور میں اپنا مقدمہ دلیل کیساتھ لڑا ہے،اور ہم نے کہا کہ ہم برہان سے اپنا بحران جیتیں گے۔ہمارا اصل دلیل ہمارا برہان اور ہماری حقانیت اور ہماری عقل ہےاور ہماری صداقت ہے۔مدرسہ اور طالب ہمیشہ قائم رہیگا ،انشاء اللہ اور اللہ تعالیٰ ان مدارس کو ہمیشہ قائم رکھے۔تاہم آخر میں طلباء سے چند طالبعلمانہ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

خطبات مشاہیر کے مطالعہ کی تلقین

پہلی بات یہ ہے، کہ مشاہیر کے خطبات کا مطالعہ کیجئے یہی میرے لئے اورآپ کے لئے رہنما اور آئیڈیل ہیں اور اس سے آپکو تقویٰ وعمل ،اخلاص وللھیت ملے گی اور میں دوسری درخواست یہ کرتا ہوں کہ میرے عزیز طلباء! آج بھی آپکا ہے اور مستقبل بھی آپکا ہے ،اور آپکاا نتظار کررہا ہے ،حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دنیا میں زیادہ حالات پرنظر رکھتے ہیں مجھے بھی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا میں نے دیکھا دنیا پیاسی ہےاوراسلام کے دروازے پر دستک دیتی ہیں ،اوراسکوآپ جیسے علماء ربانیین کی ضرورت ہے اور پوری دنیا آپکی منتظر ہےاور انشاء اللہ ایک وقت آئیگا کہ اسلام کی روشنی آپ ہی کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلے گی۔

طلبہ مدارس کی خصوصیات

میرے عزیز طلباء ایک مرتبہ مجھے لاہور میں ایک عصری ادارہ اور مشہور ادارے کے ایک صاحب ملے کہ مولانا ہم کالج اور یونیورسٹیوں میں وقت گزار رہے ہیں کالج کے طلباء کے ساتھ ہمارا رابطہ ہوتا ہے، ہم نے مدارس کے طلباء میں تین نمایاں خصوصیات دیکھیں ہے:

(۱) دینی مدارس کے طلباء کو بیان اور خطاب اور اظہار مافی الضمیر کی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے،اور وہ تقریر خوب اورلذت کیساتھ کرتے ہیں،اور یہ خطبات مشاہیر آپکے سامنے ہے۔جواسکی زندہ مثال ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ ہم نے دیکھا کہ آپکے طلباء کا خط اچھا ہوتا ہے(اچھے انداز میں لکھتے ہیں)

(۳) تیسرا یہ کہ ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں ادب بہت ہوتا ہے۔

تو میں نے ان سے کہا کہ ہمارے طلباء میں علم کیساتھ عمل وادب دونوں ہوتا ہے ہمارے مدرسے صرف تعلیم کا سبق نہیں دیتے وہ علم وعمل کی بھی تعلیم دیتے ہیں۔

اختتامی کلمات

میں ایک مرتبہ پھر مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ مولانا نے یہ عظیم کام کیا ہے اور مولانا انوار الحق صاحب کو بھی جو کہ ہمارے وفاق المدارس کے نائب صدر ہیں اور ان کے تمام اساتذہ اور معاونین کو اور ہم بھی شکرگزار ہیں کہ مولانا نے جنرل حمید گل مرحوم جو محبِّ وطن تھے ان کے بڑے صاحبزادے جو یہاں موجود ہیں اور سردار عبدالقیوم خان کے صاحبزادے اور مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی والے کے بڑے صاحبزادے اور حضرت مولانا قریشی کے صاحبزادے ان سب کیلئے تعزیت کو موقع بخشا ،اور میں وفاق المدارس کی طرف سے مولانا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آخر میں میں اپنے اس تقریر کو ایک شعر پر اختتام کرتا ہوں۔ نقشِ قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

والسلام : وما علینا الا البلاغ المبین

اسکے بعد مولانا سمیع الحق کے خطاب کا اعلان کیا گیا مگر مولانا نے اپنی کتاب پر بات کرنے سے معذرت کی مگر اکابر کے اصرار پر مختصر خطاب کیا۔

حضرت مولانا سمیع الحق کا اختتامی خطاب

قابل احترام، اکابرین ومشائخ اور عزیز طلبہ!

بہت سے اکابر ومشائخ اور علماء جمع ہیں، اکثر نے میرے بارے میں حسن ظن کا اظہار فرمایا، اللہ تعالیٰ مجھے اس حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق دے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے جگہ جگہ مکتوبات میں لکھا ہے میں بھی یہی عرض کرنا چاہوں گا......

یظن الناس بی خیرا وإنی لشر الناس ان لم یعف عنی

جب حضرت مدنیؒ جیسے اکابر یہ فرما رہے ہیں تو کم ترین سے بھی کم ترین ہیں، اس اجتماع سے میرا مقصد صرف یہی تھا کہ آپ طلبہ ان اکابر کی زیارت کریں، میرے نزدیک اکابر کی زیارت ہزار درسوں سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے ’’خطبات مشاہیر‘‘ کو شائع کرانے کی توفیق دی، اس میں میرا کوئی کمال نہیں میں نے تو صرف جمع کیا ہے، یہ ان اکابرین کے فیوضات ہیں انشاء اللہ! یہ فیوضات جاری رہیں گے۔

میرے جگری دوست

مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب میرے جگری دوست ہیں، الحمدللہ ذہنی توافق بھی ہے مزاج بھی ایک ہے، انتہائی مصروف تھے، مگر میرے ایک فون پر تیار ہو گئے اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔

حالانکہ مجھے ان کی مصروفیات کا علم ہے، سارے پروگرام چھوڑ کر شفقت فرمایا، اب ان کا بیرونی سفر بھی ہے، حج کا بھی ارادہ ہے بہرحال! میں مولانا کا ممنون ہوں۔

مولانا حنیف جالندھری کل بیرون ملک سے واپس آئے ، میں نے فون پر دعوت دی اور تشریف لائے، ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تھکے ماندے آئے تھے اور تشریف لائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار صاحب مدظلہ دارالعلوم دیو بند کے فاضل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ ہیں، مسند حدیث پر تشریف فرما ہیں، ان کا بھی شکر گزار ہوں کہ ضعف و علالت کے باوجود تشریف لائے۔

علماء دیو بند کے سرخیل حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر کے مزار (سنگر بابا) پر حاضری

مولانا تقی عثمانی صاحب کل تشریف لائے ہیں، کچھ عرصہ پہلے ان کا فون آیا تھا میں اس وقت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ شہید کے مزار پر تھا، ان سے عرض کیا کہ میں اس وقت شاہ عبدالرحیم شہید کے مزار پر ہوتو انہوں نے اس وقت بتایا تھا کہ میں کبھی آوٴں گا تو ساتھ چلیں گے۔کل مغرب کے وقت ہم وہاں چلے گئے۔ طورومایار مردان میں ''سنگر بابا'' کے نام سے ایک مزار ہے جس میں سید احمد شہیدؒ کے قافلۂ شہداء کے ۲۷ شہداء ایک ہی قبر میں مدفون ہیں، ان کے سر کاٹے گئے تھے، بہت بیدردی سے شہید کیا گیا، کفن بھی مہیا نہ ہو سکا، سید احمد شہیدؒ نے فرمایا کہ ان کے چہروں کو ان کے پگڑیوں سے ڈھانپ دو، ان میں شاہ عبدالرحیم ولایتی، حضرت نور محمد جھنجھاوی جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے پیر ہیں ان کے پیر حاجی عبدالرحیم ولایتیؒ ہیں یعنی علمائے دیو بند کے سرخیل حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر یہیں آپ کے علاقہ میں (اکوڑہ خٹک سے آدھے گھنٹے کے مسافت پر) طورومایار میں مدفون ہیں۔ یہ بہت دردناک داستان ہے پھر کبھی سناوٴں گا انشاء اللہ سید احمد شہیدؒ نے جس جہاد کا آغاز کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے جہاد کو قبول فرمایا، جہاں جہاں سے آپ کا قافلہ گزرا ہے وہاں علم و دین کا بہار ہے جہاد اب بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا۔انشاء اللہ۔

وقت مختصر ہے آپ بھی تھکے ہوئے ہیں، گرمی بھی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار مدظلہ دعا فرمائیں گے۔

اختتامی دعا

دعا سے قبل مولانا عبدالقیوم حقانی نے ''خطباتِ مشاہیر'' میں کام کرنے والے کارکنان کو ''شرح صحیح مسلم'' کا انعام دیا۔

شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار مدظلہ فاضل دیو بند کے جامع اور پرمغز دعا سے تقریب کا اختتام ہوا۔ حضرت شیخ مدظلہ نے طلبہ دورۂ حدیث کو اجازت حدیث سے بھی نوازا۔

مفتی فدا محمد*

بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے شرعی احکام

ذرائع مواصلات کی تیز رفتاری نے پوری دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کردیا ہے ۔دور دراز فاصلوں پر مقیم لوگوں سے رابطے آسان ہوگئے ہیں،تجارت کا دائرہ اس قدر پھیلتا جارہا ہے کہ اسکی وجہ سے پیسوں کی حفاظت ،لین دین اور قوم کی ارسال اور ترسیل میں بینک کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے ۔ بینک مختلف قسم کے کارڈز جاری کرتے ہیں اور مقررہ قواعد وضوابط کے مطابق کارڈ ہولڈرز کو سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔اسی سلسلہ میں تین قسم کے کارڈز خاص طور پر قابل ذکر ہیں اے ٹی ایم کارڈ A.T.M Card ڈیبٹ کارڈ Debit Card اور کریڈٹ کارڈ Credit Card پھر کریڈٹ کارڈ کی مختلف کمپنیاں ہیں ۔ویزہ کارڈ اور امریکن ایکسپریس کارڈز وغیرہ۔

اے ٹی ایم کارڈ:

یہ کارڈ بینک اپنے کھاتہ داروں کو اس عرض سے جاری کرتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ اپنے شہر یا کسی دوسرے شہر یا کہیں بھی موجود اے ٹی ایم نظام سے اپنی ضرورت کے بقدر رقم بصورت نقد حاصل کرسکیں ۔اس کارڈ کے ذریعے انسان بینک میں جمع کردہ اپنی رقم سے استفادہ کرتا ہے اس رقم کی حصول کیلئے اسے کوئی معاوضہ نہیں دینا پڑتا ہے۔

اے ٹی ایم کا شرعی حکم:

جہاں تک رقم کی حفاظت اور بوقت ضرورت رقم کی واپسی کی بات ہے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ۔کیونکہ اس کی حیثیت قرض کی ہے بینک لوگوں سے خواہش کرتا ہے کہ لوگ اسے پیسے دیں اور وہ دینے

---

* مدرس جامعہ رحمانیہ مینئی ،صوابی

والے کے حسب خواہش اسے ادا کرے گا لہٰذا بینک کی حیثیت قرض لینے والے کی ہوئی اور کھاتہ دار کی حیثیت قرض دینے والے کی ہوئی۔نیز اے ٹی ایم کارڈ کی حیثیت قرض کے وثیقہ کی ہوئی کہ قرض دہندہ جب چاہے کارڈ دکھا کر اسے حاصل کرے لہٰذا اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

اس کارڈ میں یہ شرط نہیں ہوتی کہ یہ رقم دوسرے شہر میں جا کر وصول کرے گا چونکہ اے ٹی ایم کے مراکز ہر جگہ موجود ہوتے ہیں تو حامل کارڈ کہیں بھی جا کر رقم وصول کرسکتا ہے نیز یہ مراکز ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔جس سے کارڈ ہولڈرز کو سہولت ہوتی ہے ضمنی طور پر ایک سہولت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسرے شہر میں گیا ہو اور وہاں رقم کی ضرورت پڑی تو وہاں سے بھی رقم وصول کرسکتا ہے تو دوسرے شہر میں حاصل کرنے کی سہولت شرط کے درجے میں نہیں۔یہ سفتجہ کی ممنوع صورت کے دائرہ میں نہیں آتا ہے جس کے بارے میں فقہاء شافعیہ،فقہاء مالکیہ عدم جواز کے قائل ہیں۔(سفتجہ یہ ہے کہ اس شرط پر کسی کو قرض دے کر وہ دوسرے شہر میں اس کا قرض لوٹا دے) پس اے ٹی ایم کارڈ حاصل کرنے اور اسکی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔بالخصوص موجودہ زمانے میں کہ بھاری رقوم کا ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جانا خطرہ سے خالی نہیں جس میں جان و مال دونوں کا تحفظ مشکوک ہو جاتا ہے لہٰذا اس طرح کی سہولت کا حاصل کرنا ضرورت بھی ہے۔

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card):

ڈیبٹ کارڈ کا حامل اپنی جمع کردہ رقم حاصل کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں یعنی اس کارڈ کے حامل کیلئے ضروری ہے کہ پہلے سے اس کا رقم بینک میں موجود ہو البتہ اسے جو خدمات مہیا کرتا ہے اس کیلئے الگ کوئی اجرت نہیں لیتا صرف کارڈ بناتے وقت اسکی فیس لے جاتی ہے۔اس کارڈ کے ذریعے تین فائدے حاصل کئے جاتے ہیں۔

☆ خرید وفروخت کے بعد قیمت کی ادائیگی اس کارڈ کے ذریعے کی جاسکتی ہے

☆ بوقت ضرورت نقد رقم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

☆ بوقت ضرورت رقم کو اپنے کھاتے سے دوسرے کھاتے میں منتقل کیا جاسکتا ہے جس کیلئے انٹرنیٹ سے مدد لی جاسکتی ہے۔

جہاں تک بوقت ضرورت نکالنے کی سہولت ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔رہ گیا

بینک کا اس کی طرف سے قیمت ادا کرنا یا کسی اور وجہ سے کسی دوسرے کے کھاتے میں رقم منتقل کرنا یہ بھی درست ہے اگر کارڈ ہولڈر پر کسی کا قرض ہو اور بینک کے ذریعے قرض ادا کیا جائے تو فقہ کی اصطلاح میں یہ حوالہ ہوگا۔حوالہ سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ دین ہو وہ کسی اور کو اپنی طرف سے دین کی ادائیگی کا ذمہ دار بنادے وہ دوسرا شخص اسکی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرلے (تحویل الدین من ذمة الاصل الحاذمةالمحتال علیه) فتح القدیر ۷ ۲۳۸

اور جس شخص کو رقم ادا کیا جارہا ہے اگر کارڈ ہولڈر کے ذمہ پہلے سے اسکی رقم باقی نہ ہو تو بینک کی حیثیت اسکی طرف سے وکیل کی ہوگی اور یہ بھی جائز ہے۔رہ گئی کارڈ کی فیس تو اسمیں بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ خدمت کے بدلے اجرت ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی خدمت کرکے اسے سہولت میسر کرتا ہے۔علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

یستحق القاضی الاجر علی کتب الوثائق قدر مایجوز لغیرہ کالمفتی (در محتار مع ردالمختار)

قاضی وثیقہ وغیرہ لکھنے پر اس قدر اجرۃ لے سکتا ہے جتنا کہ کسی اور کو دی جاتی ہے جیسا کہ مفتی وغیرہ۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال اور اس سے استفادے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

کریڈٹ کارڈ

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اس سے مراد وہ کارڈ ہے جو جاری کیا جائے تاکہ اس کا حامل اسکے ذریعے اپنی ضرورت کا سامان خرید سکے اور قیمت اسکے ذمہ قرض رہے کریڈٹ کارڈ کی کمپنیاں کئی ہیں جن میں دو مشہور ہیں: 1 ویزا کارڈ 2 امریکن ایکسپریس

کریڈٹ کارڈ دو طرح کے لوگوں کو جاری کیا جاتا ہے ایک اس شخص کو جس کا پیسہ بینک میں جمع ہو۔البتہ وہ اپنی جمع شدہ رقم سے زائد کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔دوسرا وہ شخص جس کا رقم بینک میں جمع نہیں ہے بینک اسکے حالات معلوم کرکے مالی حیثیت متعین کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اسکی سالانہ اور ماہانہ آمدنی کتنی ہے۔اسی مناسبت سے اس کیلئے کارڈ جاری کرتے ہیں اسی کارڈ سے وہی فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔جو ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔اس پر مستزاد ایک سہولت قرض حاصل کرنے کی ہے ایک متعین حد تک کارڈ ہولڈر اپنے کھاتے میں پیسے نہ ہونے کے باوجود رقم لے سکتا ہے اب اگر وہ مقررہ دنوں کے اندر اندر وہ رقم واپس کردے تو اسے مزید کوئی رقم دینی نہیں پڑتی البتہ اگر مقررہ دن سے مدت بڑھ گئی تو یومیہ کے لحاظ سے

مزید رقم ادا کرنی پڑتی ہے نیز کارڈ کے حصول کیلئے اور اسکی تجدید کیلئے فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔ جہاں تک حصول کارڈ اور تجدید کارڈ کی فیس کی بات ہے۔تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ یہ بات ڈیبٹ کارڈ کے سلسلے میں گذر گئی ہے۔وہ سہولتیں جو ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کی جاسکتی تھی اتنی سہولتیں کریڈٹ کارڈ سے حاصل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر کارڈ ہولڈر کو یقین حاصل ہے کہ بل کی ادائیگی بینک سے مقرر کردہ دنوں کے اندر اندر کرلوں گا تاکہ اس پر سود نہ لگے تو اسمیں کوئی شرعی خرابی نہیں اس سے بھی بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے سے بینک کے پاس کچھ رقم رکھوادیں تاکہ جب بھی بل آئے تو وہ خود بخود آپ کے اکاونٹ سے وصول کیا جائے تاکہ سود لگنے کا سرے سے خدشہ ہی نہ رہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کارڈ حاصل کرنے یا اسکی تجدید کا فیس سود ہے لیکن بات ایسی نہیں ہے بینک نے جو کارڈ ایشو کیا ہے اسکی اپنی بھی کچھ قیمت ہوتی ہے پھر اسکے بھیجنے کی پھر ہر پیسے کی حساب وکتاب کی ،ماہانہ بل بھیجنے کی اور آپ کے تاجر سے رابطہ رکھنے کی یہ ساری اجرتیں ہیں۔لہٰذا یہ اجر مثل ہے سود کے زمرے میں نہیں آتی۔قرض کی سہولت حاصل کرکے ہر وقت عدم ادائیگی کی صورت میں جو مستزاد رقم وصول کیا جاتا ہے تو یہ سود کے زمرے میں شمار ہوگا۔

سودخوری کی نفسیات میں یہ بات داخل ہے کہ پہلے قرض دو تاکہ لوگ خوب ہنسی ،خوش نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر لے لیں اور بعد میں اضافہ کے ساتھ لےلو۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرض پر لے جانے والی زائد رقم سود میں داخل ہے سود کا لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔لہٰذا اگر کوئی بندہ بر وقت ادائیگی کرکے سود سے اپنے آپ کو یقینی طور پر بچاسکتا ہے تو اس کے استعمال میں حرج نہیں ورنہ اس سے جو جائز سہولتیں حاصل کی جاتی ہیں وہ ڈیبٹ کارڈ سے حاصل کرنا ممکن ہے لہٰذا اس سے بھی بہتر اور محتاط بات یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔

آج کل کے کاروبار کے دائرہ کے وسیع ہوجانے کی بینک کے مختلف کارڈ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس کا استعمال کرے۔(جدید فقہی مباحث، ج۱ص۸۳تا۸۹۔انعام الباری ج۲،ص۴۹۴، جدید معاملات کے شرعی احکام، ج۱،ص۱۴۳)

جناب حمداللہ قریشی *

توہین رسالت a
اور پاکستانی جج کے تشویشناک ریمارکس

پچھلے دنوں سپریم کورٹ آف پاکستان میں ممتاز حسین قادری کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا تو موصوف کی سزائے موت کی برقراری سے زیادہ حیرتناک اورتشویشناک ایک جسٹس صاحب کے ریمارکس تھے اس موقع پر جسٹس سعید کھوسہ نے اپنی ریمارکس میں کہا کہ مغربی معاشرے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سخت سزا دی جاتی تھی لیکن جب اظہار رائے کا قانون آیا تو سزاوں میں نرمی ہوگئی کوئی بھی معاشرہ بغیر برداشت کے قائم نہیں رہ سکتا'' ان ریمارکس سے صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ مغرب نے اظہار رائے کا قانون آنے کے بعد انجیل کے حکم میں تحریف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے والے کی سزا میں تخفیف کردی ہے اس لئے مسلمان بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے رسول مقبول a کے ہاجی کی سزا میں نرمی کریں۔ یہ ریمارکس تمام ملکی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اس لئے ہر پاکستانی شہری کا حق ہے کہ ان پر تبصرہ کرے اور دلائل کے ساتھ اس کے ساتھ اتفاق یا اختلاف کرے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ توہین کرنے والے کی سزا موت ہے۔اس کا حکم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا (متی 32:12) اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ اہل مغرب نے انجیل مقدس کے اس حکم کو تبدیل کیا ہے لیکن کیا ان کے اس فعل کو دینی اوراخلاقی لحاظ سے درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر موجود انجیل اللہ کی کتاب ہے جیسا کہ وہ سمجھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تبدیلی کا حق ان کو کس نے دیا ہے۔کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ جب اظہار رائے کا قانون آئے گا تو مجھے گالی دینے کی آزادی بھی دی جائے۔حق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی سزا میں نرمی کا تعلق اظہار رائے کے قانون کے ساتھ ہے ہی نہیں۔

اس پیغمبر علیہ السلام برحق کی بے حرمتی اور توہین کا سلسلہ تو خود ان کی زندگی میں ان کے حواریوں کے ہاتھوں شروع ہوا تھا۔ انجیل کا بیان ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت وقت آیا تو ان کے

---

* یار حسین صوابی

شاگردوں میں سے بہتیرے الٹے پھر گئے اوراس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے (یوحنا 66:6) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر قاتلوں کے سامنے پیش کرنے والا آپ معتمد حواری یہوداہ اسکریوتی تھا۔ یہی حال ہے پطرس حواری کا بھی ہے (مرقس 27:14 تا 31)مسلمان معاشرہ میں ایک گیا گزرا ۔اجڈ ،غیر تعلیم یافتہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی مقدس ماں حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں یہ تصور نہیں کرسکتا کہ ان حضرات نے شراب کی ایک بوند بھی چکھی ہو لیکن انجیل کے محرفین کہتے ہیں ایک شادی کی تقریب میں حضرت مریم علیہ السلام نے شراب کی کمی کی شکایت کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے شراب کے چھ مٹکے میر مجلس کے پاس بھیج دیئے (یوحنا 1:2 تا11) ہم نے اس گئے گزرے دور میں بہت سارے مسلمان سرفروشوں کو صلیب کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام کی جو صورت گری ان کے پیروکاروں نے کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے ۔یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوھی ، الوھی لما شبقتنی جس کا ترجمہ ہے ۔اے میرے خدا، اے میرے خدا تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا...... پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا (مرقس 33:15) کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی تقلید کا سبق سکھانا مناسب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروکاری کا دعویدار مغرب نے تو مرد کے جنسی اختلاط کو بھی جائز قرار دیا ہے کیا اس کی تقلید کا درس بھی دیا جائے گا؟ یاد رہے...... ع خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

(بقیہ ۲۱ صفحہ سے)

قندوز کی جنگ کے مضمرات

لیکن افغانستان کی صورت حال اس سے بہت مختلف ہے کیونکہ یہاں طالبان نے اپنے کمانڈ اور کنٹرول سسٹم کو برقرار رکھا ہے اور سیاسی طور پر باشعور قیادت افغان عوام کیلئے امن و ہم آہنگی کی خواہاں ہے جو نام نہاد مہذب قوموں کے ہاتھوں اٹھائے جانے والے ظلم و ستم کے مارے ہوئے ہیں۔افغان عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم کا قرض ان نام نہاد مہذب قوموں کے سر ہے جن کی جارحیت کے سبب گذشتہ پینتیس سالوں کی ظالمانہ جنگ کے دوران افغان قوم کی دونسلوں کو قتل ،تباہی و بربادی ناانصافی اور محرومی کا سامنا رہا ہے۔

افغانیوں کی لازوال قربانیوں اور کامیاب جدوجہد آزادی نے خطے کے تذویراتی و جغرافیائی حقائق کو بدلنے پر مجبور کر دیا ہے۔اس تذویراتی تبدیلی کا نام روس ،چین ، پاکستان ،ایران اور افغانستان کے درمیان ابھرتا ہوا اتحاد ہے جو پاکستان سے متقاضی ہے کہ وہ اس نئی ابھرنے والی حقیقت سے ہم آہنگ ہوکر پاکستان اور خطے کے بہتر مستقبل کی خاطر ماضی کی ناکام پالیسیوں سے الگ ہوکر اس نئی حقیقت کی جانب اپنے سفر کا آغاز کرے جو بڑی کامیابی اور روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

مولانا ابومعاویہ یحییٰ احمد حقانی *

علم وعمل کا درخشندہ ستارہ قاضی مولانا عبدالکریم کلاچویؒ

واقعات، مشاہدات ومبشرات

جو بھی آیا ہے یہاں جانا ہے اسکو ایک دن
جب فضاء ٹھہری تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن

آج ایک ایسے مرد قلندر ایک ایسی شخصیت علماء حق وعلماء دیوبند کی نشانی کے بارے میں قلم اٹھا رہا ہوں جو ہم سے 08 اگست بشب اتوار اس دار فانی سے کوچ کر کے دار البقاء کی طرف چلے گئے۔ اور پورے علاقے کو یتیم کر گئے۔ وہ مرد قلندر شیخ الحدیث وتفسیر مولانا قاضی عبدالکریم صاحبؒ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ حضرت اقدس نانا جیؒ کے ذات پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے اس نے ایک دن اس دنیا سے ضرور جانا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہے اور ایسا اٹل قانون ہے جس سے کوئی راہ فرار نہیں۔ قرآن میں رب تعالی کا اعلان ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، ایک نہیں سینکڑوں آیات کریمہ میں اللہ پاک نے موت کا پیغام دیا ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کسی کے لئے ممکن نہیں دنیا میں ہر نظریے کے متعلق اختلاف موجود ہے حتیٰ کے خدا و رسول اور نظام کائنات کے بارے میں مختلف مذاہب کی الگ الگ رائے پائی جاتی ہیں۔ مگر موت وہ اٹل حقیقت ہے کہ جس کے متعلق دنیا میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ہر شخص یہ جانتا اور مانتا ہے کہ ایک دن اسکی دنیاوی زندگی کا تسلسل یقیناً ختم ہو کر رہے گا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا گیا: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ الکیس من دان نفسه و عمل لما بعدالموت "عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد کیلئے عمل کرے" حضرت اقدس کی

---

* نواسہ حضرت مولانا عبدالکریم کلاچویؒ، و فاضل دارالعلوم حقانیہ

زندگی بلا شک وشبہ اسی حدیث مبارکہ کی صحیح مصداق تھی۔بس جانے کا فرق ہے کسی کے جانے سے زمین و آسمان غمزدہ ہو جاتے ہیں ۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک نیک پارسا اور اللہ والے جب دنیا سے چلے جاتے ہیں تو زمین کی وہ جگہ جس پر ذکر، تلاوت قرآن مجید اور نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ اس نیک بندے کی جدائی پر روتی ہے ۔حضرت اقدس نانا جی قاضی عبدالکریم نوراللہ مرقدہ صرف عالم دین نہیں تھے بلکہ مرد درویش ، مرد جری، نڈر بیباک، متقی و پرہیز گار، خطیب و شاعر، کردار و گفتار کا غازی ،محدث و مبلغ، مفسر قرآن ،محقق و مفتی، صاحب بصیرت، علم وعمل کا خوبصورت گلدستہ تھے۔اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت ہی کم لوگوں میں بیک وقت اتنی خوبیاں جمع ہوسکتی ہیں ایسے بچے مائیں خال خال جنتی ہیں ۔

چراغ علم بجھا ہے یقین نہیں آتا
یہ سانحہ بھی ہوا ہے یقین نہیں آتا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسی شخصیت کی وفات کو حدیث کی رو سے موت العالم یعنی دنیا کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔
آپ کی وصال سے علماء حق کی عظمت کا عظیم باب ، علماء دیو بند کے مشن کا امین اور علماء دیو بند کے آخری سپاہی کا ایک بڑا شعبہ بند ہو گیا۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی سو وہ بھی خموش ہے

لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے جانے پر عالم اسلام بلکہ شجر وحجر اور آسمان و زمین روئے ۔اللہ کی زمین پر کچھ ایسے برگزیدہ شخصیات ہوتی ہیں جو دوسروں کیلئے باعث رحمت و برکت ہوا کرتی ہیں ۔انکا وجود کائنات کیلئے نعمت عظمٰی ہوتی ہے حضرت اقدس بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔جنکی وفات پر پورے شہر نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو روتے ہوئے دیکھا گیا۔مرد وخواتین جوان و بوڑھے اور بچے دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ حضرت اقدس نے شیخ درخواستیؒ کے وفات پر فرمایا ولو كانت الدنيا تدوم بواحدلكان رسول الله فيه مخلداً اگر دنیامیں کسی کو ہمیشہ رہنا ہوتا تو محمد ﷺ ہمیشہ یہاں رہتے۔آج حضرت نانا جیؒ بھی ہمارے پاس نہیں رہے لیکن انکی یادیں انکی شفقتیں اور انکی روحانی فرزندان توحید الحمد

اللہ ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ دل غمزدہ ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں جب حضرت نانا جی کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ کہتے اور لکھتے ہیں۔ آج دو ہفتے گزرنے کے باوجود بمشکل قلم اٹھایا اس امید سے قلم اٹھایا کہ حضرت کی ذات اقدس پر کچھ لکھوں تا کہ اللہ پاک آخرت میں نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنا دے۔ بات طویل ہوتی جارہی ہے حضرت اقدس نانا جیؒ کے زندگی کے متعلق کچھ یادیں نظر قارئین کروں گا۔

پیدائش وخاندان

نام: قاضی عبدالکرم بن قاضی نجم الدین بن قاضی عبدالغفار بن محمد مسکین بن قاضی احمد (صاحب دیوان پشتو) قاضی محمد نجم الدین کے سب سے بڑے فرزند قاضی عبدالکریم صاحب تھے صدیوں سے یہ خاندان علمی آرہا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے انکے آباؤ اجداد اور جد امجد انگریز کے دور میں بھی قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے۔ اور با قاعدہ انگریز کے دور میں فتوے دیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس نے 1919ء میں قاضی نجم الدین کے گھر جنم لیا۔ حضرت اقدسؒ کے تین بھائی اور ایک بہن تھی۔ بھائیوں میں سابق سینیٹر مولانا قاضی عبدالطیفؒ، قاضی عبدالرشیدؒ اور قاضی محمد اکرمؒ حضرت نانا جیؒ کی حین حیات میں وفات پا چکے تھے۔ الحمد اللہ حضرتؒ کی ہمشیرہ محترمہ بقید حیات ہیں۔

اولاد

حضرت اقدس کو اللہ نے دو بیٹے اور چار بیٹیوں سے نوازا تھا۔ حضرت کی اہلیہ ان کے وصال سے تقریباً آٹھ دس سال قبل وفات پا چکی تھی۔ بڑا بیٹا مولانا مفتی قاضی عبدالحلیم صاحبؒ دل کی شریانیں بند ہونے کے باعث آپکی زندگی میں 2010ء میں 63 سال کی مسنون عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے اور سب سے بڑی بیٹی کا انتقال بھی آپکی حیات میں ہوا اللہ پاک کی قدرت ہے کہ حضرت اقدس کے دونوں بڑے اولاد بیٹا اور بیٹی لا ولد فوت ہوئے۔ الحمداللہ حضرت کے دوسرے صاحبزادے مولانا قاضی محمد نسیم صاحب عالم و فاضل ہے اور حضرت کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔

حلیہ: قاضی عثمانؒ لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؒ تمام علوم دینیہ میں ماہر اور قرآن کے حافظ و قاری تھے۔ خدمت دین کا جذبہ خاندانی، فہم وفراست میں بے مثال اور حسن سیرت وصورت کے مالک وطوطی شیریں زبان تھے۔ ظاہر شبیہہ ماہ کامل کا نمونہ تھے۔ اعضائے جسمانی کی مناسبت وموزونیت میں صنعت خداوندی

کی وہ مثال ہے کہ مجسمہ کثیر میں یوسف ثانی دکھائی دیتے ہیں ۔ چہرہ انور میں کشش ، زبان پر تاثیراور بارعب چہرہ آپکی تقریر پر تاثیر و بے نظیر کو سننے والا مجمعہ کثیر اور سامعین گھنٹوں محو حیرت رہ کر ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہوئے فرحت و تازگی محسوس کرتے تھے۔

خوش طبعی

حضرتؒ نہایت خوش طبع انسان تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی سفر میں مفتی محمودؒ بھی ساتھ تھے کسی ہوٹل پہ چائے کیلئے بیٹھے تو مفتی محمودؒ نے پیالے اٹھا کر دھوئے میں مفتی محمودؒ کو دیکھ رہا تھا اور سمجھ گیا۔مفتی محمودؒ بولے کہ قاضی صاحب میں نے اپنا پیالہ دھولیا تو میں نے کہا کہ دیگچی اور چینک تو پھر میں نے دھوئی تھی تو اس پر سب ہنس پڑے ۔حضرت اکثر ہمارے گھر جب تشریف لاتے تو والدہ صاحبہ کہتی کہ چائے میٹھی ہو یا پھیکی تو حضرت ہنستے اور کہتے کہ چائے کوئی ثواب کیلئے تو نہیں پیا جاتا کہ میٹھا اور گرم نہ ہو۔ جب کسی کے مہمان ہوتے تو تکلف نہ فرماتے۔اور جب میزبان چائے کے میٹھی یا پھیکی کا کہتا تو حضرت جواب دیتے کہ میں کوئی بڑا آدمی نہیں ہوں کہ میٹھا نہ پیوں۔

حصول تعلیم

حضرت نانا جیؒ نہایت صغر سنی میں تقریباً دس برس کی عمر میں قرآن مجید کے حافظ و قاری بن گئے اسی طرح ساتھ ساتھ دینی کتب کا درس بھی اپنے والد ماجد قاضی نجم الدین سے پڑھتے رہے تقریباً چھ ماہ میں پرائمری اعلیٰ نمبروں سے پاس کی۔ابتدائی کتب اپنے والدمحترم سے پڑھے ۔تین سال سراج العلوم سرگودھا اور ایک سال جالندھر میں کسب فیض حاصل کیا۔تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں دورہ حدیث و دستارفضیلت 1936-37ء میں دارالعلوم دیوبند سے حاصل کیا۔

مشہوراساتذہ کرام

حضرتؒ کے اساتذہ جن سے حضرت نے دارالعلوم دیوبند میں کسب فیض حاصل کیا ان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ،مولانا اعزازعلی (صاحب نفحة العرب) ،مولانا محمد ابراهیم بلیاوی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد شفیع (صاحب معارف القرآن) اور انکے علاوہ مولانا صالح محمد سرگودھا، مولانا عبداللہ ساہیوال، مولانا محمد اسماعیل سرگودھا ، مولانا خیر محمد جالندھری ، مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھا شامل ہیں۔

مشہور تلامذہ

حضرتؒ کے سینکڑوں شاگردوں کے علاوہ چند گنے چنے مشہور شاگرد مولانا محمد زمان صدر مدرس نجم المدارس، مولانا حبیب الرحمٰن عالمی مبلغ کوئٹہ، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاضی عبدالطیفؒ سابق سینیٹر، مولانا قاضی عبدالحلیمؒ، مولانا قاضی محمد اکرمؒ، مولانا قاضی عبدالرشیدؒ، سابق ممبر قومی اسمبلی مولانا نور محمد شہیدؒ وزیرستان۔ مولانا پیر محمد ہارون صاحب سجادہ نشین میاں بہرام صاحب اور پیر قطب الدینؒ سجادہ نشین اٹل شریف شامل ہیں۔

توحید کا علمبردار

حضرت ناناجیؒ اکثر اپنے آباؤ اجداد کی زیارت قبور کیلئے جاتے اور انکے درجات عالیہ کیلئے دعائیں فرماتے اور جب بھی ہارون آباد تشریف لاتے تو پہلے قبرستان چلے جاتے درود شریف سورۃ فاتحہ، سورۃ یٰسین اور سورۃ اخلاص وغیرہ پڑھتے لیکن ہمیشہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ تلاوت سے فارغ ہوکر جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو تھوڑا سا ہاتھ اور سینے کو قبر کے سامنے سے پھیر کر قبلہ کی طرف ہوکر دعا مانگتے۔ تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ قبر سے مانگ رہا ہے۔ (سبحان اللہ) محقق اہلسنت مفتی عبدالواحد قریشی نے تعزیتی اجلاس میں کہا کہ میں چھوٹا تھا والد صاحب کے ہمراہ قاضی صاحبؒ کی ملاقات کیلئے آتے تھے تو اسوقت مجھے قاضی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ ہمیشہ عقیدہ حیات النبیؐ پر قائم رہو کیونکہ اللہ پاک نے قرآن میں لفظ اٰمنو پہلے فرمایا ہے اور و عمل الصالحات بعد میں۔ کہ عمل میں کوتاہی اللہ کو برداشت ہے لیکن عقیدہ میں کوتاہی ہرگز برداشت نہیں۔

خدمت دین متین

دارالعلوم دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد ایک قلیل عرصہ والدین کی خدمت میں گزارا آپکی ذکاوت علم وفراست، خوش بیانی وخوش خلقی کے جوہر باشندگان کلاچی دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اسی طرح آپکی شہرت قلیل عرصہ میں دور دراز تک پھیل گئی۔ فورٹ سنڈیمن علاقہ بلوچستان کے عوام کو دینی مسائل وعقیدہ کشائیوں کیلئے ایک خاص باعمل عالم دین وخطیب کی اشد ضرورت تھی انہوں نے کلاچی کے قاضی عبدالکریم کے چشمہ دین کی شہرت سن کر اپنے پاس آنے کی دعوت دی جسے آپ نے خدمت دین متین کی خاطر قبول کرلیا۔ آپ نے پانچ سالوں تک وہاں لوگوں کو علم کی روشنی سے فیضیاب

کیا۔ (شجرہ قاضی خاندان مصنف قاضی محمد عثمان) اسی طرح کوئٹہ میں مولانا عرض محمدؒ (مولانا حسین احمد ممبر قومی اسمبلی) کے والد محترم کے ہاں مطلع العلوم میں قرآن و حدیث کا فیض عام کیا اور ایک سال کوئٹہ کے مرکزی جامع مسجد میں امامت و خطابت اور درس قرآن و حدیث کی خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان تک آپ کوئٹہ میں خدمت دین بطریق احسن انجام دیتے رہے۔ کوئٹہ میں بھی کلاچی شہر کے بہت سے لوگ ملازم، پیشہ ور و تجار رہتے تھے دوسرے سرکاری ملازمین کیساتھ اکثر آپ کو تبادلہ خیالات کا موقع ملتا رہا مقامی لوگ بھی بڑے ذوق و شوق سے جوق در جوق آپکا درس قرآن سننے کیلئے آیا کرتے تھے۔ آپکی خوش خلقی نیک سیرت و حلیم الطبعی کے طفیل کوئٹہ میں عوام کے دلوں میں آپ نے گھر کرلیا۔ اسلئے وہ چاہتے تھے کہ آپ تمام عمر باشندگان کوئٹہ کے دین سے ناوقف قلوب کو نور اسلام کی ضیاء پاشیوں سے منور کرتے رہیں۔ غرض جتنا عرصہ آپؒ وہاں رہے بڑی شان و عزت سے وقت گزارا۔ مطلع العلوم کے مہتمم نے اپنے ادارے کی صدارت کیلئے پیشکش کی۔ آپ نے وہاں ایک سال نہایت بخوبی گزارا۔ وہی سے پھر نجم المدارس کلاچی کی بنیاد رکھے جانے کے باعث استعفیٰ دیا۔

حضرتؒ کی اسلام کی خاطر سیاسی جدوجہد

مولانا عبدالقیوم حقانی نے تعزیتی بیان میں حضرتؒ کے خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ شورش کاشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ مفتی محمود ، مفتی محمود نہ ہوتا اگر کلاچی کے قاضی برادران نہ ہوتے۔ حضرت اقدسؒ نے مفتی محمود کی انتخابی مہم کو پیدل اور سائیکل پر گھر گھر جاکر مفتی محمود کا تعارف کروایا۔ اور جمعیت علماء پاکستان کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ علماء میں واحد شخصیت حضرت نانا جیؒ تھے کہ مفتی محمود کے وفات پر تین دن تک انکے آبائی شہر عبدالخیل میں تعزیت کیلئے انکے ہاں ٹھہرے۔

اعتدال پسندی

حضرت اقدس خود ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مرکزی جامع مسجد میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اعلیٰ عہدے کا افسر جو غالبًا بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ درس قرآن میں ہمیشہ شریک ہوتا۔ کسی نے ایک دن اس سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ تو پکا دیوبندی مولوی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کا فارغ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہاں مجھے خوب معلوم ہے لیکن متشدد مولوی نہیں ہے۔ اسکے درس کے سننے سے ہمیں بہت کچھ ملتا ہے۔ وہاں کے سامعین میں پنجاب کے رہنے والے کافی تعداد میں ہوا کرتے تھے۔ اس لئے وہاں ایک جمعہ کو تقریر اردو میں اور ایک جمعہ پشتو میں ہوتی تھی جوں جوں وقت گزرتا گیا آپکی قدر و منزلت بڑھتی گئی۔ (جاری ہے)

مکتوب امریکہ مولانا قاضی فضل اللہ حقانی*

وفیات

جسٹس جاوید اقبال شخصیت و کردار

محترم حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب آپ سینٹ کے ممبر تھے اور مرحوم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب بھی ممبر تھے۔ اس وقت افغانستان میں ملا محمد عمر صاحب مرحوم کی امارت تھی اور حقانی برادر محترم نور محمد ثاقب صاحب افغانستان کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہوا کرتے تھے اور جاوید اقبال صاحب کی ان سے وہاں نشست ہوئی تھی اور واپسی پر مرحوم ہمارے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے اور طلبہ کو خطاب بھی کیا تھا اور غالباً اس کے آنے کا محرک بھی یہی تھا جو جسٹس صاحب نے فرمایا تھا کہ مولانا نور محمد ثاقب صاحب کے جو بات چیت ہوئی خصوصاً قانون کے متعلق اور جب انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ سب علوم وفنون اور اسلامی موجودہ عدالتی قوانین دارالعلوم حقانیہ ہی میں میں نے سیکھے ہیں تو مرحوم نے کہا تھا کہ میرے دل نے چاہا کہ میں بھی دارالعلوم میں داخلہ لے لوں لیکن شاید اس عمر میں مولانا سمیع الحق صاحب مجھے داخلہ نہ دیں اور پھر آپ نے فرمایا تھا کہ فرزند اقبالؒ کے لئے عمر کی قید نہیں اور اس نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دارالعلوم سے عقیدت رکھتے تھے، اب تو رحلت فرما چکے، چونکہ وسیع مطالعہ کے مالک تھے اور جس کا بھی مطالعہ وسیع ہوتا ہے تو اسکے تفردات بھی ہوتے ہیں جس کی ایک واضح مثال ہماری اسلامی تاریخ اور علوم میں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ ہیں تو ڈاکٹر صاحب کے بھی کبھی کبھار آرٹیکلز میں تفردات آجاتے تو کچھ لوگ ان تفردات کو اچھا نہیں سمجھتے تھے لیکن فلسفی اور وسیع مطالعہ اور پھر قانون دان تھے بھی تو ذہن میں افکار کا ایک ہجوم ہوتا، جو ایک دوسرے کے ساتھ شریک کرتے تھے اور کبھی ایک دوسرے سے بحث ومباحثہ، علمی اور فکری اختلاف بھی رہتا اور جو کچھ اس کے ذہن میں ایک تلاطم اور تزاحم سے آتا رہتا تو وہ اس کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ فلسفی اور سائنسدان، جھوٹ نہیں بولتا، نہ منافقت کرتا ہے۔ ورنہ پھر تو نہ فلسفی ہوسکتا اور نہ سائنس دان لیکن سائنسدان تو عملاً کچھ کر دکھاتا ہے تو کسی کا اعتراض نہیں ہوتا۔ البتہ فلسفی تو

---

* مفسر قرآن، افکار شاہ ولی اللہ کے ترجمان ومصنف، سابق ممبر پارلیمنٹ وفاضل دارالعلوم حقانیہ، حالاً مقیم امریکہ

فکری بندہ ہوتا ہے اور خدا کی تقسیم یہ ہے کہ فکری بندہ زیادہ تر عملی نہیں ہوتا، وہ تو تصورات میں رہتا ہے لہٰذا اس کو دیوانہ سمجھا جائے جبکہ بات ایسی نہیں اور اس صورت میں میں نے سوچا کہ مادر علمی کو اس عقیدت کے اظہار کی وجہ سے آپ سے تعزیت کروں نیز یہ کہ علامہ مرحوم بہت بڑے آدمی تھے، دوقومی نظریہ کے حوالے سے بہت ہی سخت اور ہونا بھی چاہیے تھا اور حضرت مدنیؒ کے الفاظ کے غلط نقل کی وجہ سے وہ اپنی رباعی کہہ چکے تھے جو بعد میں علامہ طالوت کے درمیان بھی آنے سے یہ غلط فہمی کا ازالہ ہو چکا تھا۔ جو مکتوبات شیخ الاسلامؒ میں موجود ہے اور علامہ نے اس رباعی کو اپنی کسی کتاب میں نہ چھاپنے کا کہلایا تھا لیکن پتہ نہیں جو علامہ کی کتابیں چھاپتے ہیں وہ کیوں اس رباعی کو بھی درج کر دیتے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم یا ضد کا شکار ہو کر ایسا کرتے ہیں، پتہ نہیں کیا بیماری لاحق ہے، یہ صحیح ہے کہ جمعیۃ علماء ہند تقسیم ہند کی مخالف تھی تو لوگ ساری تحریک دیوبندی کو پاکستان مخالف سمجھ چکے ہیں، تقسیم ہند ایک چیز ہے، پاکستان ایک دوسری چیز اور پھر دیوبند کا ایک حصہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں تحریک پاکستان کا ہراول دستہ ہے جس کے اعتراف میں بانی پاکستان نے مغربی پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں پاکستان کا جھنڈا لہرایا اور پاکستان بننے کے بعد حضرت مدنیؒ نے اپنے متعلقین اور جمعیۃ علماء ہند کے ساتھیوں کو دیکھا کہ اب دستور کے لحاظ سے آپ علیحدہ ہوگئے لہٰذا اب مولانا عثمانی کی جمعیۃ علماء اسلام ہی کے نام سے تعمیر پاکستان بقاء پاکستان اور نظام اسلام کی جدوجہد کریں اور اس کی مثال دی کہ مسجد کی کسی خاص خطے کی تعمیر کے ساتھ اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن جب مع اختلاف کے مسجد بن جائے تو وہ پھر دیگر مساجد کی طرح خانہ خدا اور قابل احترام لیکن ہمارے کچھ ساتھی کبھی کبھار جذبات میں آ کر کہہ جاتے ہیں کہ ہم تو اس لئے خلاف کر رہے تھے تو کیا شریعت کی رو سے حضرت مدنی کے مذکورہ حکم کے بعد آنے والا تصور منسوخ اور واصل دفتر نہ ہوا؟ اور جب عملِ راوی روایت کے برخلاف ثابت ہوجائے یا اس کا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف آئے تو یہ دلیل نسخ نہیں۔

ہاں اس وقت کے معروضی حالات میں وہ حکم تھا لیکن اب کے معروضی نہیں، زمینی حقائق یہ ہیں کہ پاکستان کا سوچا جائے اور کچھ تو بعض بزعم خود صحافی مولوی کو کوسنے کیلئے ایسے منسوخ تصور کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اسلئے خوف خدا اور اخلاقیات بہت ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ اور قوم تقسیم ہو چکی ہے، بہرصورت ہر ایک بندے نے چلے جانا ہے محترم ڈاکٹر صاحب بھی چلے گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت نصیب فرمائے۔ امین اور یہ تعزیت آپ اور ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ بلکہ حضرت علامہ کے تمام چاہنے والے قبول فرمائیں۔

والسلام: قاضی فضل اللہ، امریکہ

نوٹ: آپکو زحمت تو نہیں دینا چاہتا لیکن اس خط کی کاپی اگر آپکے اہل خانہ کو ملے تو دارالعلوم کی ایک حیثیت واضح ہوجائیگی۔

ادارہ

افکار و تاثرات

''خطبات مشاہیر'' پر مولانا سمیع الحق کو تبریک اور تہنیت: شیخ الحدیث حضرت مولانا زرولی خان

لکھتا ہوں وصف آج کسی بے نیاز کا　　موقع ملا ہے خوب قلم کو بھی ناز کا　　(علامہ امیر علی جہانگیرویؒ)

محترم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب　دامت برکاتہم وزیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خط لکھنے کا تو پہلے ہی خیال تھا اور آنحضرت کی دعائیں لینے کا احتیاج محسوس کرتا تھا، مگر ہجوم افکار اور کثرت مشاغل اور افتادگی طبع اس پر مستزاد مشاغل نے عدیم الفرصت ہی کر دیا اور اس پر مدت مدیدہ گذر گئی درمیان میں پیرانہ سالی میں حضرت والا کے بیش قیمت تصانیف اور مستقیم باھداف تالیفات یکے بعد دیگرے منصۂ شہود پر آتے رہے۔　ع　این چنیں می روی کہ زیبا می روش

''مکاتیب مشاہیر'' ابھی اپنی آفاقی افادات و برکات کے ساتھ الطاف اور عنایات کے ساتھ سایہ افگن ہی تھی کہ ''خطبات مشاہیر'' محاسن دیرینہ اور مکارم موروثہ کے تکمیل و تتمیم کا حسن ختام اور دیگر فتوحات علم اور مکاشفات تحقیق کے لئے فتح مبین اور نصرت قریبہ ہی رہے آمین (اگر چہ ہر دو مؤلفات قیمہ جناب کی طرف سے اس عاجز کے نام ابھی تک تشنہ طلب ہیں)

بہر حال اس دفعہ تو آپ کا باقاعدہ دعوت نامہ شرف شکر ہوا: جزاکم الله خیرا وبارك الله فی حیاتکم القیمه وفقکم الله لمزید ابواب العلم والتحقیق ۔اللہ تعالیٰ خوب خوب توفیق شکر اور امت کو حضرت والا کے قد کاٹھ جو شجر مثمرہ کے ہم رنگ ہیں کی قدر دانی کی توفیق نصیب فرمائے، آمین، حال ہی میں آپ کا غیرت بھرا بیان جو بعض اخبارات میں چھپا ہے، جو تمام مدارس اور اہل حق کا نمائندہ بیان سمجھ جانا چاہئے، جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''حکومت ایک آنے کا تعاون نہیں کرتی اسے مدارس کے نظام یا مالیات چیک کرنے کا کوئی حق نہیں'' یہ بیان تمام علماء کو دینا چاہئے اور وفاق المدارس اور جمعیت کو ہراول دستے کا کام کرنا چاہئے، لیکن افسوس کہ جن سے امید وفا تھی وہ بے وفا نکلے، حق تعالیٰ دین اور اہل دین علم وعلماء حق مدارس ومساجد کی ہمیشہ حفاظت فرمائے آمین یہ چند بے ربط و بے ضبط کلمات خدمت اقدس میں تبریک اور تہنیت کے طور پر قبول فرمائیں، اب کے جہانگیرہ آمد پر بالمشافہ خدمت میں آنے کی کوشش کروں

گا،اس سے پہلے بھی آپ نے ہمیشہ کرم بالائے کرم اور غیر معمولی شفقت اور بزرگانہ عنایت اور محبت سے نوازا ہے، واجر کم علیٰ اللہ

(نوٹ): خطبات مشاہیر میں جابجا اس عاجز اور نابکارہ کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو حضرت والا کی طرف سے شفقت و پیار کے گلدستے اور حسن قبولیت دعا کے مترادف ہے، جزاکم اللہ خیراً

والسلام مع التحیة والاکرام

محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ بانی ورئیس الجامعۃ العربیہ احسن العلوم گلشن اقبال ۲ کراچی پاکستان

خطبات مشاہیر کی تدوین واشاعت پر مبارکباد: حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب

سیدی ومرشدی ومولائی حضرت اقدس مولانا سمیع الحق مد فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! معروض ہوں کہ تحفہ ثمینہ، کتاب مستطاب ''خطبات مشاہیر'' وصول ہوا، ذرہ نوازی، ، بندہ پروری عزت افزائی اور اس عنایت بے غایت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے صد بار شکر گزار ہوں، آنخضور نے ایک حقیر فقیر پر اس قدر عظیم وجلیل علمی خزانہ نچھاور کر کے احسان عظیم فرمایا ہے، اللہ جل مجدہ اپنی شایان شان آپ کو اجر مرحمت فرمائے۔

کتاب انتہائی دیدہ زیب، دل آویز اور جدت ترازی کا نادر نمونہ ہے۔''خطبات مشاہیر'' اپنی نوعیت کی یگانہ وفرزانہ علمی دستاویز ہے، جو نابغہ روزگار خطباء کے علوم ومعارف کا گنجہائے گراں مایہ، ادبی رعنائیوں سے مزین فصاحت وبلاغت کا حسین وجمیل مرقع ہے۔

آپ نے ''عبقری شخصیات'' کے اس علمی ورثہ کی سال ہا سال حفاظت اور نگرانی کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا، پھر آپ نے اپنے اکابرین کی اس متاع گم گشتہ کو کتاب وقرطاس کی زینت بنا کر اسے حیات سرمدی سے ہمکنار کر دیا، فجزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ نے اس ''نادرہ روزگار'' خدمت کی انجام دہی سے عمائدین دیوبند سے اپنی قلبی ارادت عقیدت اور احترام واکرام کا لازوال ثبوت فراہم فرمایا ہے آپ نے ان بے مثل وبے مثال علمی خزائن کی اشاعت کی گراں قدر خدمت انجام دے کر اہل علم دانش اور ارباب فکر ونظر پر احسان عظیم فرمایا ہے، ''خطبات مشاہیر'' احسان وسلوک روحانی وجسمانی اصلاح وفلاح، فکر حریت وجہاد گراں قدر پند ونصائح اور سیاسی وسماجی رہنمائی سے لبریز ہیں، جن کی اشاعت سے علمی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے، ماشاء اللہ! خطبات مشاہیر علماء ومدرسین، خطبا، طلبا، مفکرین، مصنفین، محققین اور اصحاب علم وادب سب ہی کے لئے یکساں طور پر مفید ہیں،

ہر کوئی اپنی بساط فہم وذکا، علمی استعداد اور اپنی احتیاج کے مطابق ان سے گہر لینے ،مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا ، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آنجناب نے گونا گوں مصروفیات ، جامعہ حقانیہ کی اعصاب شکن ذمہ داریوں ،شب وروز کے طویل اسفار ضیوف کی خاطر مدارت ،ملکی وغیر ملکی وفود کا ورود ،سیاسی وسماجی جماعتوں سے وابستگی ،سیاسی وعسکری قیادت سے ربط وضبط ، جہادی تنظیموں کی سرپرستی اور علوم نبوی ﷺ کی تدریس جیسی بیسیوں ذمہ داریاں اور ان سب پر مستزاد یہ کہ پیرانہ سالی ، جسمانی ضعف ونقاہت اور امراض وعوارض کا دور دورہ ، بااین ہمہ اس قدر عظیم الشان خدمت کی انجام دہی رحمت خداوندی اور نصرت ایزدی کا کرشمہ ہی ہے ،عمر کی اس حصہ میں جبکہ اعضاء وجوارح قلب ودماغ کی ہمنوائی سے پہلو تہی کر لیتے ہیں ،صحت وتوانائی مضمحل ہوجاتی ہے ،عزم واستقلال ، اضطراب سیمابی مانند رقص کناں ہوجاتا ہے ،ان حالات میں یہ اللہ کریم کا احسان عظیم ہے کہ اتنی اہم خدمت انجام پذیر ہوگئی ہے۔

اللہ جل مجدہ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اسے مفید عام بنائے ،اور آپ کیلئے اور آپ کے رفقاء کیلئے ذریعہ نجات اخروی بنائے۔

جس طرح اللہ رب العزت نے ''مکاتیب مشاہیر'' اور ''خطبات مشاہیر'' کی تدوین واشاعت کی سعادت سے آپ کو نوازا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ امام الاولیاء ،شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ کے تفسیری افادات اور ان کے علوم ومعارف کی تدوین وتکمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔

راقم آثم عرصہ سے آپ کے حق میں اس کی تکمیل کے لئے بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے اگر چہ مجھ جیسے سراپا خطا کار کی التجاؤں اور دعاؤں کی کوئی حیثیت ہی نہیں لیکن اپنے مرشد کے تفسیری رموز ومعارف سے استفادہ کرنے کی آرزو ہے اللہ اسے پورا فرمادے۔

فقط محمد عبدالمعبود عفا اللہ عنہ

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۱۵ء

جنرل حمید گلؒ کی رحلت: مولانا قاضی فضل اللہ حقانی ،امریکہ

محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملا محمد عمر مجاہدؒ کی تصدیق شدہ وفات اور مولانا جلال الدین حقانی کی وفات کی اطلاع جو ابھی تک مصدقہ نہیں اگر چہ میں نے مصدقہ سمجھ کر آپ کے نام ایک دو حضرات کے حوالے سے تعزیت نامہ بھجوایا ،لیکن

اب جنرل حمید گل مرحوم کی اچانک وفات اہل اسلام کے لئے ،درد دل رکھنے والوں کیلئے ایک دکھ ہے، جنرل صاحب پھلے پھولے تو عصری اداروں میں، تربیت وغیرہ ہوئی انگریز کے قائم کردہ عسکری اداروں میں لیکن ان سب کچھ کا آپ کے قلب ودماغ پر کچھ بھی اثر نہ تھا، بلکہ قلب ودماغ کے حوالے سے تو ایسے معلوم ہورہے تھے جیسا کہ دارالعلوم حقانیہ یا کسی دوسری دینی ادارے کے پروردہ ہوگا ،میں تو زیادہ تر جنرل صاحب ان کے انٹر یوز ،بیانات اور آرٹیکلز وغیرہ کے حوالے سے جانتا تھا اور اب وفات کے بعد ان کے ساتھیوں نے اس پر جو کچھ لکھا تو کچھ مزید راز آشکارا ہوئے، ہاں البتہ روس کے واپس چلے جانے کے بعد افغانستان میں جب استاد ربانی اور حکمت یار کے درمیان جنگ جاری تھی اور ہم ایک وفد لیکر افغانستان گئے ، وہاں دن رات رہے ۔اس وفد میں مولانا حسن جان صاحب مرحومؒ ،مولانا محمد خان شیرانی صاحب ،اکرم خان درانی، عبدالجلیل خان راقم اور مولانا فضل الرحمان صاحب تھے ،کوشش یہی تھی کہ افغانستان کو ایک مستحکم اسلامی حکومت نصیب ہو اور افغان قوم کو اب امن وسکون نصیب ہو،اور ان جنگوں کا خاتمہ ہو جائے خیر وہاں جاکر جنرل حمید گل صاحب بھی بمع اپنے رفقاء کے جن کا بھی یہی عشق تھا وہ دن بھر اپنے طور پر ملاقاتوں میں لگے رہے اور ہم اپنے طور پر اور پھر ہر دوسرے دن کسی جگہ ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرتے تو وہاں پر میں نے اس آدمی کے تگ ودو سے معلوم کیا کہ وہ واقعی افغانستان کے لئے خیر وامن وسکون اور ایک اسلامی ریاست کے متمنی تھے ،اور ساتھ ساتھ اس کی باتوں سے دکھ کا بھی اظہار ہوتا کہ یہ جنگ تو افغانوں نے صرف نہیں بلکہ مسلمانوں نے لڑی ہے تو خدانخواستہ اس کا فائدہ ظاہر نہ ہو پھر تو مسلمانوں کیلئے سبکی ہے ،میں نے کہا کہ جنرل صاحب ! ہم لوگ بھی تو لگے ہوئے ہیں ،لیکن دشمنان اسلام نے بھی تو چادر نہیں اوڑھے ہوئے ہیں وہ بھی تو لگے ہوئے ہیں کہ اگر ایک مقامی اسلامی ریاست قائم ہوئی تو پھر وہ پھیلتی جائیگی اور اس کے قیام کو رُکوانا ہے ،بہرصورت جو بھی قضائے وقدر ،البتہ جنرل صاحب آپ لوگوں کے تو زیادہ قریب تھے تحریکات میں ساتھ ہوتے تو آپ لوگ ان کو زیادہ جانتے ہیں ،البتہ اقتدار کے ایوانوں سے باخبر اور یوں بین الاقوامی ریشہ دوانیوں سے بھی باخبر آپ لوگوں کے لئے ایک اثاثہ تھے جو ظاہر سے اپنے وقت چلے گئے کہ کوئی ناگزیر تو ہوتا نہیں تو میں نے سوچا آپ سے تعزیت کروں اللہ جنرل صاحب کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو اللہ صبر وبرداشت کی توفیق دے اور نعم البدل نصیب فرمائے آمین ......

ایں دعا از من واز جملہ جہان زمیں باد

والسلام : قاضی فضل اللہ امریکہ (۲۰ راگست ۲۰۱۵)

☆ ☆ ☆

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم کی مجلس تعلیمی کا اجلاس:

۱۷/۱۰/ اکتوبر کو مجلس تعلیمی کا اجلاس حضرت مہتمم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے تعطیلات کے بعد بروقت اسباق کے اہتمام، کلاسوں اور کمروں میں حاضری، جمعرات کے روز مکمل اسباق کا اہتمام وغیرہ پر اساتذہ کرام اور انتظامیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔اور سہ ماہی امتحان کی تیاری اور پرچہ جات بروقت بنانے اور جمع کرنے کے احکامات جاری فرمائے۔اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ طلبہ کے علمی استعداد کو بڑھانے کے لئے آئندہ وفاق کا داخلہ سہ ماہی امتحان میں ۵۰ فیصد سے زائد نمبرات حاصل کرنے کی بنیاد پر منحصر ہوگا۔ نیز مولانا راشد الحق کی تجویز مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ پر بھی کام کی تیزی اور فنڈنگ کی کمی کی وجہ سے چندہ مہم کو تیز کرنے کی سفارش کی گئی۔ حضرت مہتمم صاحب نے تمام اساتذہ کرام سے اپیل کی کہ وہ اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی مصروفیات:

☆ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں نماز عید پڑھائی اور قربانی وغیرہ سمیت موجودہ صورتحال پر تفصیلی خطاب فرمایا۔اجتماع میں گردونواح سے ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔

☆ ۱۳/۱۰/ اکتوبر کو ملاکنڈ ایجنسی بٹ خیلہ میں جناب رحیم اللہ خان کے گھر تشریف لے گئے اوران کے بھتیجے سلیم رضا کی وفات پر تعزیت کی۔اس کے بعد ملاکنڈ پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔اس موقع پر مولانا یوسف شاہ بھی ہمراہ تھے۔

☆ سعودی عرب کی یوم آزادی کی تقریب میں سعودی سفیر کی دعوت پر اسلام آباد تقریب میں شرکت کی،اور سفیر سمیت دیگر اہم سیاسی رہنماؤں سے ملاقاتیں رہیں،راقم بھی حضرت والد صاحب کے ہمراہ تھا۔

دارالعلوم حقانیہ کی وفاق المدارس کے امتحانات میں تینوں پوزیشن حاصل کرنے کا امتیاز

وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات میں دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ نے اول ،دوم، سوم تینوں

پوزیشن، حاصل کیا ، ۳۱ طرح پورے صوبہ میں دارالعلوم کے امتیازی مقام حاصل کیا، اول پوزیشن: فضل

متیم ۵۲۰ نمبر، دوم پوزیشن: سید طاہر شاہ بن سید ظاہر شاہ ضلع ژوب، سوم پوزیشن: نہاد حسب مردان ۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق کی مجلس انتظامیہ اور مجلس تعلیمی نے کامیاب ہونے والے طلباء اوران کے والدین کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کیا ہے۔

قربانی کھالوں کیلئے وسطی اضلاع میں کیمپوں کا انعقاد:

دارالعلوم حقانیہ کے طلباء نے امسال حضرت مہتمم صاحب اور مولانا انوار الحق صاحب کی تجویز پر تمام وسطی اضلاع میں چرم قربانی جمع کرنے کیلئے کیمپ لگائے۔ جس میں سینکڑوں مخلصین اور محبین جامعہ و دیگر مخیر حضرات نے اپنی قربانی کے چرمہائے دارالعلوم حقانیہ کے کیمپ میں جمع کرائے۔ ضلع چارسدہ میں مولانا اویس ،مولانا عبدالرحمٰن ،مولانا محمد حسین حقانی ، ضلع صوابی میں مولانا صداقت حقانی، مولانا سمیع الحق حقانی، مولانا بدرالزمان حقانی ،مولانا یاسین حقانی ،مولانا عبید حقانی ۔ ضلع پشاور سے مولانا حزب اللہ حقانی ،مولانا عبدالصمد خان حقانی، مولانا ذاکر اللہ حقانی ،مولانا محمد بلال حقانی ،مولانا محمد عمران حقانی ،مولانا عامر سہیل حقانی ، ضلع مردان میں مولانا شفیق اللہ ،مولانا احسان الحق ،مولانا احتشام الحق نے مختلف جگہوں پر الگ الگ کیمپ لگائے جبکہ ضلع نوشہرہ اور دارالعلوم حقانیہ میں مولانا لقمان الحق حقانی کی نگرانی میں دارالعلوم کا عملہ جناب عالمگیر خان ،محمد عارف ،حاجی نثار محمد اور مولانا فیض السلام حقانی صاحبان اور خصوصاً مولانا محمد اسرار مدنی نے خدمات سرانجام دیں۔اس تمام مہم کی نگرانی حضرت مہتمم صاحب بذات خود فرمارہے تھے۔ مجلس تعلیمی کی طرف سے تمام خیرخواہان جامعہ، معاونین اور طلباء اور کیمپوں میں خدمت کرنے والے طلباء کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

اساتذہ دارالعلوم کی حج سے واپسی

امسال دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام جن میں حضرت مولانا انوار الحق ،مولانا سلمان الحق، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا مفتی مختار اللہ ،مولانا عرفان الحق ،مفتی شیر عالم صاحبان نے حج کی سعادت حاصل کی اور دارالعلوم حقانیہ سمیت تمام خیرخواہان جامعہ کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔امین

وفیات: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ممتاز فاضل اور شوریٰ کے رکن علاقہ چھچھ کے حضرت مولانا محمد یوسف شاہ صاحب کے جواں سال بیٹے حافظ قاری مسعود الحسن انتقال کرگئے ،جنازہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق واستاد جامعہ مولانا سلمان الحق نے شرکت کی۔ مہتمم جامعہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب نے ہزاروں طلبا کی موجودگی میں مرحوم کے رفع درجات کیلئے خصوصی دعوات فرمائے۔ جامعہ کی انتظامیہ، جملہ اساتذہ وطلبا حضرت مولانا محمد یوسف شاہ کے ساتھ شریک تعزیت ومرحوم کے رفع درجات کیلئے دعا گو ہیں۔

مولانا اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

تعارف وتبصرہ کتب

• کتابیات مفتی اعظمؒ ....مؤلف پروفیسر بشیر حسین حامد

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ تعارف کے محتاج نہیں اپنی کثیر الجہت علمی ،دینی ،تحقیقی ،تصنیفی اور اصلاحی خدمات کی وجہ سے اس صدی کے نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں، دیگر میدانوں کے علاوہ تصنیف وتالیف ان کا خاص مشغلہ رہا۔قرآن وحدیث ،فقہ وفتاویٰ ،ادب وتاریخ ،تصوف وارشاد وغیرہ میں ایک وسیع وعریض ذخیرہ چھوڑ گئے۔ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے علمی کام اوران کی شخصیت کے حوالے سے ہونے والے تحقیقات کو جدید فہرست سازی میں لایا جائے تاکہ طالبان حق اپنی اپنی ضرورت اورذوق کے مطابق استفادہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیردے پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد صاحب کو جن کواللہ تعالیٰ نے اکابر علماء دیوبند کے کتابیات جمع کرنے کا ستھرا ذوق عطا فرمایا ہے اس سے پہلے کتابیات طیبؒ، کتابیات درخواستیؒ،اور کتابیات قاضی زاہدالحسینیؒ وغیرہ پر کام کرچکے ہیں،مگر زیرتبصرہ کتاب ''کتابیات مفتی اعظم''ان کی عمدہ اور تفصیلی کاوش ہے۔

کتابیات کے ابواب میں ''حیات مفتی اعظم ایک نظر میں'' ، ماخذومراجع کتابیات مفتی اعظمؒ، قرآنیات،حدیث، فقہ، سیرت وختم نبوت، اصلاح وتصوف، معیشت وسیاست، تاریخ وسوانح، زبان وادب، متفرقات کے علاوہ کتابوں میں مشمولہ مقالات مضامین، رسائل وجرائد میں مطبوعہ مقالات ومضامین، کتابوں میں مطبوعہ خطبات ومجالس رسائل وجرائد میں مطبوعہ خطبات ومجالس وغیرہ جیسے اہم موضوعات شامل ہیں، اس کیساتھ ساتھ حضرت مفتیؒ کی مختلف کتابوں پر لکھے گئے مقدمات، تقریظات اور مختلف لوگوں کے نام لکھے گئے مکتوبات کا انڈکس بھی شامل ہے۔حضرت مفتی صاحبؒ کے حوالے ریسرچ کرنے والوں کیلئے یہ گوہر نایاب سے کم نہیں۔کتاب پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تقریظ نے مزید چار چاند لگادیئے۔ جدید تقاضوں کے مطابق تیار کردہ اس انڈکس میں ہر طبقہ کے محققین کیلئے سامان ذوق موجود ہے۔کتاب کی دورنگا طباعت،۲۰۸صفحات ،امپورٹڈ کاغذ اور بہترین لے آوٹ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے والد کی علمی میراث کی حفاظت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔کتاب مکتبہ معارف القرآن کراچی نمبر۱۴ 021-35031565 سے دستیاب ہے۔ (مبصر: اسرار مدنی)

● **الحاج بشیر احمد زرگر کا تذکرہ............ ڈاکٹر عبدالشکور عظیم**

الحاج بشیر احمد جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگ رہنما اور انتہائی دیندار شخصیت ہیں، زیرنظر کتاب انکے دینی، سیاسی، سماجی خدمات اور سوانح حیات کا مجموعہ ہے جوکہ چھ ابواب پر مشتمل ہے جسکی تفصیل بالترتیب یہ ہے۔ آباؤ واجداد کا سوانحی خاکہ، خودنوشت سوانح حیات، ملفوظات ومجالس، اساتذہ مشائخ، خطوط مشاہیر، تاثرات مشاہیر، مولانا سمیع الحق، مولانا انوار الحق، مولانا شیر علی شاہ، مولانا عبدالقیوم حقانی صاحبان سمیت دیگر اکابرین کی تقریظات سے مزین کتاب تمام جماعتی کارکنوں اور تحریکی زندگی سے وابستہ حضرات کیلئے مطالعہ کی چیز ہے۔ کتاب کی ترتیب وتدوین پر ان کے بھتیجے محترم ڈاکٹر عبدالشکور عظیم لائق صد تحسین وتبریک ہیں۔ ۳۹۱ صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب مسجد الفرقان، کینٹ بازار، ملیر کینٹ کراچی سے دستیاب ہے (066-2252912) (مبصر: اسرار ابن مدنی)

● **تفسیر بیضاوی ترجمہ وتشریح......مؤلف مولانا عمران عیسیٰ صاحب**

انوار التنزیل واسرارالتاویل (تفسیربیضاوی) علامہ بیضاویؒ کے شہرآفاق تصنیف ہے یہ کتاب ہرزمانے میں حلقہ علماء وطلباء میں مقبول، متداول اور داخل نصاب رہی ہے یہ کتاب متعدد علوم کو جامع ہے اور ہر علم وفن کے رموز کا ایک گنجینہ ہے اس کا ابتدائی حصہ نہایت ہی مغلق اورمشکل ہے لیکن اہل علم وارباب مدارس نے طلبہ کے استعداد وصلاحیت بڑھانے کیلئے اسے نصاب کا حصہ بنایا اس کے رموز ودقائق کو حل کے کرنے کیلئے ہر دور کے محققین نے مختلف زبانوں میں اس پر متعدد تعلیقات اور حواشی ثبت کئے ہیں اور اسکے متعدد شروحات لکھی گئیں جس میں بعض کئی کئی جلدوں کو محیط ہے علامہ موسیٰ خان روحانی بازیؒ نے اسکے ۸۲ شروحات وحواشی شمار کی ہیں زیرتبصرہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جسے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فائق مدرس مولانا عمران عیسیٰ صاحب نے مرتب کیا ہے موصوف عرصہ دراز سے جامعہ بنوری ٹاؤن میں تفسیر بیضاوی پڑھارہے ہیں مولانا موصوف نے زیرنظر کتاب میں طویل مباحث کو نہایت ہی مختصر اور سہل انداز میں پیش کرکے مغلق اور مبہم مقامات کی وضاحت کی ہے اور ہر ایک موضوع کے متعلق مباحث کیلئے منفرد اور جداگانہ اسلوب اختیار کیا ہے ترجمہ کی درستگی کا بہت خیال رکھا گیا ہے اورعبارات پر وارد

اشکالات کے تسلی بخش جوابات بھی عام فہم اور سلیس انداز میں پیش کی ہے طباعت کتاب بھی نہایت معیاری اور اعلیٰ، 673 صفحات پر مشتمل یہ کتاب زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی سے دستیاب ہے اور اسکے ناشر مکتبہ احسان الحبیب کراچی ہے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- **ألتحقيق الحسن في تائيد آثار السنن ...... مؤلف مولانا ظہور احمد الحسینی**

علامہ ابوالخیر محمد ظہیر احسن شوق نیمویؒ کی شہرہ آفاق کتاب آثار السنن فقہ حنفی کی بنیادی احادیث کا مضبوط مجموعہ ہے اور علامہ نیمویؒ کی شہرت بھی اسی تصنیف لطیف کے مرہون منت ہے، اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا زمانہ تالیف سے ہی اطراف عالم کے بے شمار مدارس کے نصاب کا حصہ ہے پاکستان میں دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے مدارس میں تاحال یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے اہل علم وتحقیق نے اس پر بے شمار تعلیقات، حواشی اور شروحات لکھیں ہیں۔

علامہ نیمویؒ کا مقصد تألیف یہ تھا کہ اس کتاب کے ذریعہ فقہ حنفی کے مزاج ومذاق کو احسن طریقے سے بیان کرکے اور فقہی عنوانات پر احادیث کی ترتیب وتخریج اور اقوال فقہاء کے استدلالات کو واضح کریں۔

اس دور میں غیر مقلدین کے نہایت ہی قابل عالم دین مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے اس کتاب کے رد میں ''ابکار المنن'' کو تحریر فرمایا اور یہ جواب الجواب کا سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ دور حاضر کے ایک اور غیر مقلد عالم دین مولانا حافظ زبیر علی زئیؒ نے اپنے زیر ادارت ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو اٹک کی ایک شمارے میں ''آثار السنن پر ایک نظر'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں علامہ نیمویؒ کے کتاب کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا زیر تبصرہ کتاب ''التحقيق الحسن في تائيد اثار السنن'' مولانا ظہور احمد الحسینی کی تصنیف ہے جو مولانا زبیر علی زئی کے اسی مضمون کا مدلل جواب ہے مولانا ظہور احمد الحسینی صاحب کے کام کا یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے علامہ نیمویؒ اور ان کے استدلالات کا دفاع حدیث اور رجال کی بنیادی کتابوں سے مضبوط حوالوں کی بنیاد پر کیا ہے اور زبیر صاحب کے اعتراضات کی حقیقت واضح کردی ہے اہل علم کے لئے یہ کتاب قیمتی سوغات اور گرانقدر سرمایہ سے کم نہیں۔144 صفحات کی یہ کتاب خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام محلّہ زاہد آباد حضرو اٹک سے دستیاب ہے۔ (مبصر محمد اسلام حقانی)